UNIVERSAL LIBRARY
OU_216384
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY
Call No. ق - ق ۸۹۱۵۴۳۱۵ Accession No. ۱۷۵۶۰
Author قدرت علی
Title ۱۳۱۷ھ قیصر نامہ
This book should be returned on or before the date last marked below.

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ

بفضل مالک یوم القیامۃ و طفیل سلطان رسل اورنگ نشین ارض و سما عم نوالہ فیض شمامۂ حسینی بہ

وقف نامہ

۱۳۱۷

زرشحۂ خامۂ علامۂ دوران فہامۂ زمان عالم لوذعی فاضل لمعی و افضل العصر حنفی و ملی
حضرت مولانا مولوی سید قدرت علی صاحب رحمانی علیگڑھی سلمہ الملک العزیز المقتدر

در مطبع ... صادق ... در حیدرآباد بحلیۂ طبع مجلی گردید

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

تو ہی ہے خدائے جہان آفرین — نگارندۂ نقش عرش برین

تو ہے پادشاہِ زمین و زمان — تو ہے آفرینندۂ انس و جان

تیرا ذکر آئینۂ تمکنت — تیرا ذکر گنجینۂ معرفت

تیرا نام نامی شفائے علیل — تیرا نام داروئے دردِ ذلیل

ضعیفون کو قوت تیرے نام سے — مریضون کو صحت تیرے نام سے

تیرا ذکر آرامِ جانِ حزین — تیرا ذکر نورِ چراغِ مبین۔

تیرا ذکر نظارۂ عارفان — تیرا ذکر سیارۂ آسمان۔

تیرا ذکر دورِ تسلسل کے ساتھ — تیرا ذکر جورِ تنزل کیساتھ

کہین نار مین ہے کہین نور مین — کہین دیو مین ہے کہین حور مین

کہین مسجد مین تیرا شور و شر
کہین بتکدے مین تیری زیب و فر

کہین ہے کلیسا مین رونق فزا
کہین کعبہ جان مین جلوہ تیرا

حرم مین کہین ہے کہین دیر مین
تماشے مین گاہ گہہ سیر مین

تو سب مین ہے سب تیری قدرت کا کھیل
ہر ایک شی مین ہے تیری صنعت کا کھیل

تصور تیرا معرفت کی دلیل
تفکر تیرا غیریت کی سبیل

تبسم تیرا صرف مسرت جان
تکلم تیرا وقف زیب مکان

شیونات مین تیرا لطف مزید
مقالات مین تیری گفت و شنید

نباتات کی تجھ سے نشو و نما
جمادات کا تو سبب برملا

تیرا ذوق خمخانۂ معرفت
تیرا شوق پیمانۂ معرفت

کبھی صوت بلبل مین قربت تری
کبھی غنچہ و گل مین رنگت تیری

کبھی تیرا شاسون مین کلام
کبھی تیرا عیساسون مین مرام

کبھی کوس کا کوسیدون کی صدا
کبھی نالے ناقوسیون کی نوا

کبھی ذکر عثمانیون کا ہے ساز
کبھی شکر صدیقیون کا نیاز

کبھی شرقیون سے لگاوٹ تجھی
کبھی غربیون سے ملاوٹ تجھی

کبھی قطرہ کو آب گوہر کرے
گہر کو کبھی زینت سر کرے

کبھی روم مین ہے کبھی رام مین
کبھی شام مین ہے کبھی بام مین

کبھی تیری صدیقیون پر نگاہ
کبھی تیرا زندیقیون سے نباہ

کبھی تیری زردشتیون پر نظر
کبھی بت پرستون سے تجھکو خبر

کبھی جبریون کا تجھے اختیار
کبھی قدریون سے تجھے گیر و دار

کبھی ملحدون سے ہے تجھے سوز و ساز
وجودی شہودی سے گہ کشف راز

مہندس سے مانوس گہ شکل قدر
منجم سے معطوف گہ مثل بدر

کبھی حرف جفار سے دو بدو
کبھی لفظ رمال کی گفتگو

کبھی خانہ کعبہ داخلا
کبھی شکل خارج تھی برملا

کبھی ہمقران مہ و آفتاب
کبھی ہمنشان زحل کا جواب

کبھی طرز افسون عزیمت طلسم
کبھی ہے زکوٰۃ اور دعوت کی رسم

کبھی ضبط و ترغیب کا زائچہ
کبھی درس و تدریس کا سلسلہ

کبھی صرف مین صرف حرکات ہے
کبھی نحو مین وقف سکنات ہے

تفوق پہ منطق کے گہ رسم و راہ
کبھی تخت حکمت پہ نور نگاہ

مصرح معانی مین معدوم گہ
فرایض کے قسمت مین مفہوم گہ

طبیعی مین گم مثل عقل سلیم
معانی سے معلوم گہ شکل سیم

کبھی سوئے اعراض جوہر نما
کبھی سمت مسئول علت فزا

نتیجہ سے کبری کے گہ تجھکو کام
کبھی تجھکو صغری سے ربط تمام

کبھی تیری شماسیون مین جھلک
کبھی تیری قباسیون مین چمک

کبھی شکل برزخ مین حیرت نما
کبھی حشر اجساد کا دائرا

کبھی جنگجو مین نوائے جدال
کبھی صلح جو مین صدائے نوال

کبھی مثبت طرز مفعول ہے
کبھی سوئے معروف و مجہول ہے

کبھی سیمیا سے ہے تیرا چلن
کبھی کیمیا مین ہے پرتو فگن

کبھی تیری مصحف مین جلوہ گری
کبھی تیری انجیل مین برتری

زبور اور توریت مین ہے کبھی
صحائف مین گہ تیری حق گستری

تیرا نام ہے ارحم الراحمین
تیرا نام ہے احکم الحاکمین

تیری ذات بے نقص و بے عیب ہے
کہ تو مالک الملک لاریب ہے

تجھے جانتا ہے وہ مرد دلیر
کیا نفس سرکش کو جس نے کہ زیر

نبی وہ تیرا تو ہے اوس کا خدا
الگ تجھسے وہ تو نہ اوس سے جدا

نعت سید المرسلین

نبی جی تیری بھی بڑی شان ہے
بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے

مفسر محدث فقیہ و امام
ادا پر تصدق تیرے صبح و شام

تیرا نام ہے زیب محراب جان
تو ہے زینت کعبہ مقبلان

تو مصباح مشکوٰۃ ایمان ہے
تصور تیرا رمز فرقان ہے

تمنا تیری رونق آرزو
طلب تیری جان سر جستجو

تیرا عکس نور مہ و آفتاب
تیرا نور زیبندہ دُرّ ناب

جھلک تیری چشم چراغ فلک
چمک تیری آرایش مردمک

تیری فرد تمکین عالیمقام
مُجلّا مُصفّا مُطلّا تمام

کتاب الٰہی تیرا حاشیہ
خطاب کماہی تیرا پیرتوہ

تیرا ذرہ لطف خورشید ہے
کرم تیرا انعام جاوید ہے

شہا مانِ روم و دیران شام
تیرے نام سے کانپتے ہین تمام

غضب مین تیرے لطف مستور ہی
کشش تیری محراب مغرور ہی

خدا کی خدائی مین تو اوج گیر ہے ایک سکہ پر نام شاہ وزیر
نرالی تیری وضع نرالی ادا نرالا کرشمہ نرالی صدا
ہوا جبکہ تجھکو یہ امر خدا کہ اب حرف توحید کو کر جدا
زبان سے لیا تو نے اپنے وہ کام کہ قصہ کیا کفر ہی کا تمام۔
بجا کوس اسلام ہر چار سو ہوئے پائمال تصرف عدو
کیا تو نے عرش بریں دم مین طے تو معراج مومن کا مقصود ہے
اشارہ تیرا ہمت مرسلان کنایہ تیرا زور پیغمبران
وہ تیرا تو اوس کا نہین ہمین شک کہان پونچے اس کل کو جزو ملک
گل و غنچہ و برگ و بار چمن گلاب و گل و نرگس و نسترن
ہر ایک نخل شمشاد و سرو روان سجھے جانتے ہین سر سروران
تیری شان شان فلک سے بلند تیرا مرتبہ رتبہ ارجمند
تیرا اوج موج در شاہوار تلاطم تیرا بحر عصیان کے پار
حمایت تیری معصیت کی پناہ عنایت تیری زیور عذرخواہ
تیری سعی مشکور نقش مراد کرم تیرا آرایش لطف و داد
جو تجھسے ملا وہ خدا سے ملا جو تجھسے پھرا وہ خدا سے پھرا
رضا تیری خوشنودی کبریا۔ وفا تیری بہبودی دوسرا
صحابی تیرے جتنے ہین برملا وہ لاریب ہین نجم چرخ ہدا
ابا بکرؓ سے دین ہوا آشکار۔ کیا سارا اسلام باغ و بہار
عمرؓ نے کیا دین آراستہ رہ باغ عالم کو پیراستہ

خرابی و گمراہی و کجروی — خس و خار صحرائے کفر و بدی
مٹی اور گئی اور سیدھا ہوا — اوڑا اور جلا بن مصفا ہوا
ہوا اون کا جب عہد رافت تمام — ہوا دور عثمانؓ عالی مقام
انہین بھی رہا اتباع نبیؐ — دم مرگ تک کی وہی پیروی
ہوا جبکہ اون کا بھی لبریز جام — تو بیٹھے امیر علیہ السلام
غرض تھی یہ سب یار غار نبیؐ — حقیقت مین تھے جان نثار نبیؐ
شہنشاہ حسنین پور علیؓ — یہ دو نو تھے نور نگاہ نبیؐ
انہین سے ہے زیب گلستان دین — انہین سے ہے ترتیب خلد برین
یہ ہین باعث رونق خاص و عام — خدا کا ہوا انپر درود و سلام

سبب تالیف کتاب نایاب

کسی دن میرے سامنے برملا — ہوا تذکرہ روم اور روس کا
دلیری عثمان عالی وقار — مجھے جب یکایک ہوئی آشکار
تو یہ دل مین آیا کہ لکھون ذرا — جو گذرا ہے اس جنگ کا ماجرا
اسی فکر مین تھا مین غرق سکوت — کہ کیجئے کہان سے یہ پیدا ثبوت
میرے ایک جلیس و انیس و رفیق — عزیز و خلیق و لئیق و شفیق
وجیہ و جسیم و جمیل و شکیل — ذکی و فہیم و ذہین و عقیل
میان عبد قادر خجستہ شعار — یہ کہنے لگے بہر تسکین زار
میرے پاس ہی نامۂ قیصری — کہ ہے جس مین تصریح اس جنگ کی

زبان دریمین ہے لیکن کلام — کہ جس کا مصنف ہے عالیمقام
غرض دیکھکر اشتیاق فقیر — اُٹھالائے وہ نامہ دلپذیر
جو دیکھا تو دُرج گہر کی مثال — جواہر سے بہتر وہ طرزِ مقال
صنائع بدائع سے آراستہ — ہر اک حسن معنی سے پیراستہ
یہ ترکیب فاعل کا ہے سلسلہ — کہ چھوٹے نہ مفعول کا مدعا
یہ تجنیس خطی کی ترکیب ہے — کہ ہر قافیہ وقف ترتیب ہے
یہ حرکات سکنات کی خوبیان — کہ ادغام مین جسکے لطفِ بیان
یہ ہے صنعتِ صوری ومعنوی — کہ ٹپکے ہے جس سے دمِ عیسوی
یہ تلمیح و تلویح کا ہے عبور — کہ جس سے نکاتِ مطالب ہین دور
وہ بین السطور اور وہ حاشیا — کہ جسنے تو دیکھا نہ ایسا سُنا
یہ ابرِ مضامین سے ہے پچھہ بھا — کہ برسے ہے جس سے دُرِ شاہوار
تصنُّع تو اُردو لگاوٹ نہین — کہین نغویت سے ملاوٹ نہین
کہین عطف کا واو ہی زیب حرف — کہین پر ہے حرف مُشدد شگرف
زمینِ فلک کا نیا آسمان۔ — کوئی ہم زمین اس فلک کا کہان
صحیح الخیال اور دقیق المبیر — فصاحت بلاغت مین ہی بینظیر
نہ کیون کر کلام اس کا ہووے بھلا — کہ جس کا مُصنف ہے ذی مرتبا
جسے نظم مین ہو یہ حاصل کمال — نہ کیون ہو وہ مردِ عدیم المثال
نہ کیون خواجہ دین ہو وہ باتمیز — تخلص بھی جس کا ہو نادر عزیز
اگرچہ یہ ہے لکھنو مین نہان — حقیقت مین ہی لکھنو کی یہ جان

دعا اپنی اللہ سے ہے یہی — رہے اسکا مثبت خطِ زندگی
رہے اس کے مقرون حسنِ عمل — نہ ایمان مین آئے گاہے خلل

حسب حال خود

مجھے چون خطِ ربط ہے پیچ و تاب — شکستہ ہون مانند بانگِ رباب
غبارِ عزیزانِ ناخواستہ — شکستِ درونی ہی آراستہ
اگرچہ ہون پابند رنج و محن — مگر ہے وہی زور حب وطن
اگرچہ علیگنج سے ہون جدا — مگر ہے علیگنج پہ دل فدا
سبب یہ کہ مدفون ہین زیر مزار — بزرگان و خویشان عالی تبار
جو تھی عز و مکنت مین زیب جلال — جو تھے مایۂ علم فضل و کمال
جو تھے عابد و زاہد و پارسا — جو تھے مفتی و قاضی بے ریا
جو عزلت گزینی مین تھے بیمثال — جو تھے خوبیون مین بدیع الجمال
تھے ساداتِ عظام عالیمقام — فقیر و محدث مفسر تمام
تھے اکثر مطیع نبی اور سے — تھے اون مین سے اکثر ولی خدا
بہت اون مین درویش صاحب کمال — بہت اون مین دانائی فاضل و عال
تھے اکثر سخی و جری و دلیر — تھے اکثر شجاعت کے بیشہ کے شیر
خیال اون کا آتا ہے جب برمحل — تو پہلو سے جاتا ہے دل ہی نکل
جو باقی ہین خویشانِ عالی تبار — دعا ہے رہین وہ بہ عز و وقار
رہین ساکنانِ علی گنج شاد — ہر اک دل کی یارب بر آئے مراد

ستائش گری کب مرا مدعا — نہین لغو کچھ جیسے اس مین کہا
مجھے کیا اگر باپ سلطان ہو — کچھ اپنے بھی قابو کا سامان ہو
ہے شکر خدا اے جہان آفرین — کہ ہے جوہری میرا شیوہ نہین
طفیل شہ فضل رحمن مجھے — میسر ہے اسباب سامان مجھے
ہے حرمت فضل رحمن شاہ — مجھے بھی ہے حاصل سب عز و جاہ
میرے حال مین ہی مذاق شہی — کلہ فقر ہی تاج تخت دی
توکل میرا استطنت کی مثال — قناعت میری زیب فخر و جلال
کسی سے غرض ہی نہ مطلب ہے دم — ہوا و ہوس کا ہے لبریز جام

اظہار درد

بنایا مجھے کس لئے تو نے بس — صدائے درا ہون نہ بانگ جرس
نہ گرد رہ کاروان حجاز — نہ ہون عزم سوز و نہ آہنگ ساز
نہ بوئے گل گلشن معرفت — نہ جوئے زمین رہ تمکنت
قفس ہے مجھے مین قفس کے لئے — ہوس ہے مجھے مین ہوس کے لئے
نہ داروئے درد دل بیقرار — نہ حرف تسلی لوح مزار
نہ آئینہ دار تجلی نور — نہ زیبندہ حسن گیسوئے حور
نہ آرایش خانہ آرزو — نہ آسایش دامن جستجو
نہ رنگ زمانہ نہ آب نگار — نہ روئے ترقی نہ زیب فشار
نہ بہر تکلم نہ بہر کلام — نہ بہر تبسم نہ بہر مرام

نہ کچھ بیم صیاد و نی فکر دام
نہ زیب سحر ہون نہ تزئین شام

نہ گل ہون نہ سبزہ ہون نہ باغ مین
نہ مین رنگ و بو مین نہ ہون داغ مین

نہ فکر محنت نہ فکر طرب
نہ فکر نسب نہ فکر سبب

نہ فکر صلوٰۃ و نہ فکر زکات
نہ فکر حیات و نہ فکر ممات

نہ فکر شراب و نہ فکر کباب
نہ فکر عذاب و نہ فکر ثواب

نہ فکر دعا و نہ فکر اثر
نہ مین فکر سود و نہ فکر ضرر

نہ دشمن ہی سے نہ دوست سے مجھکو کام
نکما بنا یا گیا ہون تمام

بہت منفعل ایسی حالت سے ہون
سر افگندہ فرط ندامت سے ہون

مری چشم پر نم ہے جون ابر تر
برستے ہین اس غم سے آٹھون پہر

بھری ہر گھڑی ابر رحمت کی ہے
گھٹا دود آہ مصیبت کی ہے

کسی غم سے ہون بسمل نیم جان
کسی غم سے ہون شاکی آسمان

کسی غم سے ہون دردناک و غمین
کسی غم سے ہون خستہ و دل حزین

مگر ہے یہی آرزوے دلی
کہ دیکھون کسی دن مزار نبی

مرا جذب دل ہو اگر رہنما
تو کعبہ ہے دور اور نہ یثرب کی جا

جو ہو شوق منزل چلون سر کے بل
نہ خوف فنا ہو نہ بیم اجل

نہ ہو مانع راہ دور و دراز
تہی کیسہ زر نہ یہ برگ و ساز

سر آرزو ہو قدم کی مثال
کرے دور سے رہ سے طے اتصال

طواف حریم حرم ہو نصیب
رہ بعد ہو مغفرت کے قریب

ادائے مناسک سے دل شاد ہو
سر خانہ شوق آباد ہو

پڑے دیدۂ شوق مین دمبدم | غبارِ رہِ کاروانِ حرم
صفا اور مروہ کی منزل ہو طے | وہ دیکھے مقدر منا مین جو ہے
چلون وانسے باصد نشاط و خوشی | سوئے روضۂ ذاتِ پاکِ نبیؐ
جھکے ہر قدم پر جبین بنیاز | ادا ہو بصد شوق طرز نماز
میرے آنکھہ سے جلوہ مردمک | رسولِ معظّمؐ کی دیکھے جھلک
وہان سے ہو اطراف روضہ کا نور | ضیا بخش چشم بصیرت ضرور
کبھی دور سے آئے گنبد نظر | مدینہ کی ہو جلوہ گر کرّوفر
قریب آئے جسدم کہ روضہ تیرا | صدا اُدنُ مِنّی کی ہو برملا
پہونچکر پڑھون ایسی نادر غزل | ملایک بھی جس کو سُنین برمحل

غزل

نبی جی تیری بھی بڑی شان ہی | بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے
مفسر محدث فقیہ و امام | ہر اک آن پر تیری قربان ہی
خدا نے کیا تجھکو اپنا وزیر | زمانہ تیرے زیر فرمان ہے
زمین بوس درگاہ والا ہی عرش | تیرے در کا جبرئیل دربان ہے
نگاہِ کرم ہو برائے خدا | جو تائب سے کچھ جان پہچان ہی

رجوع بآسمان

فلک اسطرح پہلوانی نکر | ضعیفی مین زور جوانی نکر

کہان تیری قدرت کہان تیری تاب
جو گردش مین دکھلائے راہ صواب

مٹا گردش روزگار کہن
بنا ایک گلدستہ انجمن

دکھا اپنی کچھہ رفعت ظاہری
منور ہو تا مجلس معنوی

تیرے تابعین کا ہو جب ازدہام
تو کہہ اون سے تدبیر حال تمام

عطارد کو دے رسم تحریر خط
مجلی ہو تا ربط تنویر خط

یہ زہرہ سے فرما کہ ای مست مے
تیری ہوشیاری کا اب وقت ہے

یہ کہہ خور سے ای مہر زرینہ کفش
کر آراستہ کاویانی درفش

اگر تیری تاکید ہو بر ملا
دُہل زن ہو ناہید بربط کی جا

پئے پاسبانی بصد کر و فر
ہو کیوان کی جانب اشارہ مگر

سپہبد رہے نام بہرام کا۔
کہ سالار ایام ہے بر ملا۔

رہے بہر پیغمبری ماہتاب
کہ ہے لایق ہر سوال و جواب

کرے ماہ پیکر شاہ سے گفتگو
کہ اب تیرا اقبال ہو دو بدو

تجھے حق نے بخشا ہی روز کمال
کسے تجھسے یارا ای جنگ جدال

تعجب نہین ہے کہ از سعی ماہ
فلک تجھکو دی تمغۂ عز و جاہ

اگر تجھسے خوش ہو شہ عدل داد
طلب کر رہی ہو جو تیری مراد

یہی ہے یہی تجھکو راہ صواب
جو ہو باب عالی کا مفتوح باب

اگر شہ کو ہو فتح و نصرت نصیب
تو گردش سے تیری سکون ہو قریب

جو آوارگی سے ہو آسودگی
تو پھر دور ہو رنج فرسودگی۔

ضعیفی مین کار جوانی کرے
بسر عیش مین زندگانی کرے

کسی گوشۂ قصر مین جا کرے | جہان دگر کا تماشا کرے
میسر ہو گر تجھکو یہ عز و جاہ | تو ہر سر کو دیکھے زمین بوس شاہ
تیری بھی کسیدن بر آئی مراد | کہ ہو پائے بوسی سلطان سی شاد
مگر لطف سے تیرے آرزو | کہ بعد اپنے میری بھی کچھہ گفتگو
یہ کہنا کہ ایک تائب بیقرار | ستم دیدۂ گردش روزگار
عزیز دل خلق ہے بیگمان | مگر ہے مخاطب بزندانیان
نہ خواہان جاگیر و انعام ہے | نہ جو یائے توقیر و اکرام ہی
مرا خواجہ ہے اور تیرا غلام | دعائی ترقی سے رکھتا ہی کام
وہ رکھتا ہی خود پاس تیغ و سپاہ | کہ اسباب کا ہے یہ نکتہ گواہ
سپاہ عدو سوز کیا ہے بھلا | حواس و خرد اور فکر رسا
جب اس فوج سے اپنی لیتا ہی کام | شجاعت کا کرتا ہے قصہ تمام

آغاز داستان بہ مدح حضرت سلطان عبد الحمید خان صاحب خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

لکھون مدح سلطان عالم پناہ | کہ ہے مخزن و معدن عز و جاہ
سپہر نصرت کا نجم الہدیٰ | زمین تصوف کا شمس الضحیٰ
سر گلشن معرفت کا ہی گل | حقیقت شناس رہ جزو کل
فضائے شریعت کا رنگ تدیر | ہوائے طریقت کا ابر مطیر

ولی خدا نائب مصطفیٰ امیر عدو بند کشور کشا
بمدحت گری شہ بحر و بر یہ فرماتے ہین سعدیٔ خوش سیر
سر بادشاہان گردن فراز بدرگاہِ او بر زمین نیاز
کرم اوس مکرّم مین پیدا ہوا ترحم کو دی ذاتِ اقدس مین جا
عجب ہے باحوال سلطان دین کبھی مہر ہے گاہ ماہ مبین
سر مہ پہ لیکن کہان زیب تاج کہان دوش خورشید پہ تیغ عاج
جو ہو مہ کا اس ماہ سے اتصال ہلال شبینہ ہو بدر کمال
نہین قسطنطنیہ ہی اس سے بلند پہونچتی ہے بام فلک تک کمند
فلک بھر خدمت گری ہی دلیر کہ ہے تخت پر شاہ آفاق گیر
مجلّی ہے سال جلوس سعید شد نقش جائے گوئی بعرش مجید
۹۳ ۱۳
لکھون مرتبہ کیا شہنشاہ کا کہ ہے مردم چشم عالم مین جا
تہی دست ہے لیک وقتِ نوال غضبناک ہے لیک وقتِ جدال
مہین پاسبانِ حریم حرم کہن دیدبانِ مزار صنم
سبب اس کا ہے باعث عز و ناز جہت اوس کی محراب سوز گداز
یہ وحدت مین کثرت کو ہی ترک و تاز مجلّی ہین اسرار راز و نیاز
ہر اک طرز مین اربعین کا چلن ہر اک شئے ہین خلوت سے در انجمن
مسبب نے پیدا کیا جب سبب طرب اوس کو دی اور وہ بہر طرب
امیرون کا دل اور شیرون کی جان فقیرون کی زینت غریبون کی شان
نکیون اوس سے راضی ہو رب انام گروہون کا ہے پیشوا و امام

شجاع و کریم و رحیم و سخی　　عطا پاش فرقِ ضعیف و قوی
قوی اوس سے ہی پشت اسلامیان　　جلی اوس سے ہے اختر شامیان
در اوس کا ہی گر مرجع ہفت کیش　　مگر تیغ نوبت سے ہے سینہ ریش
شریعت کا جلوہ طریقت کا نور　　حقیقت کی ضو معرفت کا ظہور
دم جنگ شیران جو ہو زیب زین　　تو لرزین آدی زمان و زمین
محیط کرم اوس کا دست سخا　　گہر دی کبھی گہ نہنگ وغا
چلے تیغ اوس کی جو وقتِ غضب　　تو دریا مین پیدا ہو شور و شغب
کبھی بحر فرعونیان رود نیل　　پئے موسیان سایۂ جبرئیل
ہر اک دست اوس کا یمین و یسار　　کوئی گلفشان ہے کوئی خارزار
وہ دستِ یمین ہے گوہر فشان　　عدو کے لئے دوسرا بیم جان
اُمراُس کے ہین وقت تیغ و تفنگ　　نہ ہو منقلب تا کہین قلب جنگ
وہ رکھتا ہے سامان جنگ و جدال　　نہ رکھے کوئی شاہ ماضی و حال
جو گذرا ہے یونان کا ماجرا　　ابھی چار ہی دن کا ہے واقعا
کہ سر تابی گمرہان دیکھکر　　شہنشہ نے لشکر کو بھیجا ادہر
شجاعان جنگی نے روزِ وغا　　کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
نہ ٹھہرا جو پائے ثبات و قرار　　تو لی وانسے دشمن نے راہ فرار
تعاقب کنان تھے دلیران رزم　　کہ تھی منکشف حالتِ مرز و بوم
سر قلعۂ کوہ پہونچا غنیم　　اُدھر سے گئی زد پہ فوج عظیم
ہوئے پھر مقابل یہ تیر و خدنگ　　ہوا پھر وہی گرم بازار جنگ

فلک پھر ہوا بر سر امتحان ہوا سینہ وقف خدنگ و سنان
مگر دیکھیے ربط و ضبط سپاہ کہ سمجھے سپر کو وہ بھی سیرگاہ
نہ اندیشۂ مرگ و نے بیم جان بڑہے بے تکلف تبسم کنان
دلیروں نے سینوں کو کرکے سپر کیا لشکر کفر زیر و زبر
ملی جب اعدا کو راہ گریز ہوئی کشتہ و خستہ وقت ستیز
ادہر سے جو زخمی ہوئے بیشمار وہ آئے حضور شہ کامگار
جو کی شاہ نے خستگانپر نظر نہ قابو مین اونکو رہے دیکھکر
رہے دیر تک چشم بند خیال رہے تا بدیر آپ پرسان حال
بہت دیر تک بر سر غم رہے بہت دیر تک چشم پرنم رہی
پھر آخر دیا حکم بہر علاج کہ ہو مطمئن غازیون کا مزاج
بہ شفقت بہ رحمت بہ لطف و کرم سنا اور نہ دیکھا خدا کی قسم
اٹھی یہ سلطان فیروز بخت رہے تا بہ محشر بدیہیم و تخت
بہ تعظیم و توقیر و لطف و عطا رہے زیر عرش برین اسکی جا
رہے یہ ترحم بدور فلک رہین جس سے مسرور جن و ملک
یہ ہے عہد مین اس کے انصاف صاف مبدل ہی صلح سی روز مصاف
سکے جا مین گر ایک حجرہ مین بند بہ گرگ و پلنگ و بز و گوسفند
کسی سے کسی کو نہ پہونچے زیان رہے ہر کسیکو سر حفظ جان

بیان نسب دودمان آل شاہ عثمان

رہوں کب تلک پائے بند خیال — مصرح لکھوں آل عثمان کا حال
کسی راوی نیک کا ہی بیان — یہ ہے بعض استحقاق سے بیگمان
کسی نے لکھا ہے بفکر تمام — کہ نسل قطورہ کا ہے انہیں نام
کیا راویوں نے بہت اختلاف — ولیکن نہیں اسمیں ہرگز خلاف
کہ سلطان عثمان غازی بنام — ہے ذی مرتبت اور عالی مقام
ہوا جب کہ وہ زینت افزائے تخت — مرتب ہوا روم کا ساز و رخت
کیا عزم تسخیر برصہ عیان — بہت آئی جنگ قوی درمیان
جب ارخان نے کھینچا انہیں تیغ — نصاریٰ مسلمان ہوئے بیدریغ
پھر اُس دن سی یہ خاندان جری — ہے اب تک بآئین دین گستری
رہا بخت و اقبال جس کا غلام — لیا سعی مشکور نے اوس نے کام
کیا جس سے دوران نے پہلو تہی — ہوا دوسرا بحر حق گستری
ہوا جب مراد خجستہ سیر — بملک قضائے عدم رہ سپر
تو شاہ محمد مبارک نراد — ہوا زینت افزائے تخت مراد
ہوا عہد میں اُس کے فتنہ پدید — ہوئے حملہ آور شقی و سعید
جو تھا والئے قسطنطنیہ شقی — کہ رکھتا تھا سلطان سی کچھ کجروی
دیا شہ نے لشکر کو حکم جہاد — کہ ہو مستعد بہر دفعہ فساد
ہوئی جنگ یکماہ اور بست روز — بہت تنگ تھا لشکر خانہ سوز
پھر آخر کو سلطان نے پائی ظفر — ہوئی فوج بدخواہ زیر و زبر
ہوا قتل قیصر بھی میدان میں — مسرت ہوئی فوج سلطانین میں

عجب ہے یہ نیرنگیِ رنگِ دور　　کسی پر تلطف کسی پر ہی جور
کوئی خندہ زن ہی مثالِ چمن　　کوئی شکل غنچہ ہی بستہ دہن
کوئی ستائی گنبدِ نیلگون　　کوئی مدح سنج فضائی درون
کوئی زینت افزای تختِ شہی　　کوئی پائمالِ عدوِ قوی
کوئی صلح جو از رہ عدل و داد　　کوئی مائل جنگ شور و فساد
نہین کار اصلاح عمرِ روان　　ہر اک غرق بحرِ تحیر ہے یہان
اگر دور ہو آز و حرص درون　　رہی کجروی پائے بند سکون
ہوا مختصر پادشاہِ جہان　　سرِ تخت بدخواہ جلوہ کنان
پھر اوس دن سے یہ گل زمین بہار　　ہی اس باغبان سی گلستان زار
دعا ہے رہے جب تلک مہر و ماہ　　رہے جب تلک یہ سفید و سیاہ
رہے جب تلک طرز رسم دبیر　　رہے جب تلک دورِ چرخ منیر
رہے جب تلک دیدہ بندِ غیور　　رہے جب تلک چشم مردم مین نور
گھر کی رہے جب تلک آبرو　　رہے جب تلک دورِ جام و سبو
رہے جب تلک ذوق رندان مست　　رہے جب تلک زیب بزم الست
عبادت سے عابد کو جب تک ہو شوق　　ریاضت سے زاہد کو جب تک ہو ذوق
رہے جب تلک نغمۂ بلبلان　　رہے جب تلک رونق بوستان
رہے میرے سلطان ذیجاہ کا　　یہ اجلال و اقبال صبح و مسا
رہے جب فرسایہ چرخ برین　　اسی طرح تا دورِ آئین دین
رہے اسکے صدقے مین تائب بھی شاد　　بر آئے جو رکھتا ہی دل کی مراد-

پلا ساقیا ساغرِ لالہ رنگ — کہ دل بیٹھے بیٹھے ہوا ہے یہ تنگ
خماری پُر تگالی رہے — غم و رنج سے قلب خالی رہے

آغاز داستان
فتنہ روم

نہین اک طریقہ پہ یہ روزگار — زمانہ کو دم بھر نہین ہے قرار
شب و روز ہے گردش مہر و ماہ — ہے اس سے ظہور سپید و سیاہ
کسی کے لئے تاج شاہی و تخت — کسی کے لئے بر سرِ خاک رخت
کوئی اسکے ہاتھون سے آباد ہے — کوئی اسکے ہاتھون سے برباد ہے
کوئی اسکی الفت مین خندہ زنان — کوئی اس کی اُلفت مین گریہ کنان
نگر یوم سیر سے ہے یہ چرخ شوم — نہین جانتا خوش ہے مرز بوم
ہر اک نجم سے بھر جور سے بہر — ہر اک اس کی گردش مین رنگ دگر
سر چاہ لٹکا کے دلو رسن — پئے تشنگان ہے یہی بیخ کن
سمجھتا ہے صیاد سے بحر و بر — کہ ہے دام مین نر ماہی کا پیر
کبھی مثل زہرہ کے ربط کمال — کبھی مثلِ بہرام گرم قتال
کبھی جون زحل فکرِ غارت گری — کبھی حیلہ دزدسے ہمسری
کبھی یہ جسم نیل و اثرون بخت — برنگِ فلاطون ہی پیاز و رخت
اسی گردشِ چرخ مین ایکبار — ہوا فتنہ خفتہ پھر آشکار

که اطرافِ بلغار و سرحدِ سرب / هر اک سمت کیا وادیِ شرق و غرب
سرِ بوسنہ سے بکوہِ سیاہ / نہ کوہِ سیاہ بلکہ کوہِ گناہ
ہوئے شکوہ جو روسی بدنہاد / کہ بیداد کرتے ہین رومی نژاد
کیا طرزِ حکمِ شہی کے خلاف / ہوئے سلکے سرگرم بہرِ مصاف
تو سلطانِ عبدالعزیز دلیر / ہوئے صرفِ تدبیر و فکرِ سیر
ندیمون جلیسون کا جلسہ کیا / سرانِ سپہ سے لیا مشورہ
کہا سب نے جب تک نہ ہوگی نبرد / نہ ہوگی کبھی آتشِ فتنہ سرد
یہ ہی گردشِ روزگارِ کہن / کوئی خوش کوئی ہی بحالِ محن
کوئی زینت افزائے تختِ شہی / کسی کے نصیبون مین گدیہ گری
نہ جب اس زمانہ سے دیکھی وفا / عزیزِ جہان اس سے رخصت ہوا
جہان سے ہوا خود نہ جب بہرہ ور / برادر کے سر پہ رکھا تاجِ زر
موافق جو تدبیر قسمت ہوئی / نصیبِ برادر یہ دولت ہوئی
یہ تھی بے تکلف مرادِ جہان / کہ دی اس دلاور نے دادِ جہان
سریرِ شہنشاہ عبدالحمید / ہوا اس سے رونق فزائے جدید
یہ بیٹھا تو رک رک کے فتنہ اٹھا / فلک پشت خم ہو کے جھک جھک گیا
مہ و خور ہوئی اسکی رنگت سے زرد / کہ تھا خود شجاع و دلیرِ نبرد
مگر فتنہ خیل و جبالیان / اٹھا بعد چندے بجورِ عیان
گئی روم سے فوجِ بہرِ جدال / سرِ سرکشان تا کرے پائمال
دلیرانِ روم و سرانِ سپاہ / گئے بہرِ تنبیہ قومِ سیاہ

ہوئی حملہ آور جو عثمانیان | قیامت ہوئی ایک برپا وہان
ہوا تیغ بران سے وقت نبرد | سر قوم جون ریزۂ سرب خورد
ہوا فوج گمراہ پر وقت تنگ | گیا ہمرہ جنگ ناموس و ننگ
شہنشاہ روس الگزنڈر ہوا | کہ تھا قاف سے قاف تک حکمران
دلیر و شجاع و جوان مرد تھا | بہ شمشیر و گرز اگلی فرد تھا
ہوا اُسکے اس حال کو خشمگین | لیا ساتھ بیگران بھر کین۔
لیا غیر شاہون سے بھی مشورا | کہ ترکون کی ہے گوشمالی روا
بہم مل کے پھر ایک نامہ لکھا | کہ ترکون نے کی کجروی برملا
جو ہو صلح ہم کو نہین شوق جنگ | اگر جنگ ہو کچھ نہین عار و ننگ
نہین ملک چاہون نہ دولت نہ مال | مگر مجھکو منظور ہے گوشمال
کیا جب کہ مضمون نامہ بگوش | تو کھایا بہت خون سلطان نے جوش
تھا ایک گلدستۂ انجمن | معطر ہوا جس کی بو سے چمن
ہوئے پھر تدبیر آراستہ | جوانان ذی عقل و نوخاستہ
کہا ملک سے ہر ایک نے ای زیب باغ | جو منظور ہو ہوئے یہی فراغ
تو قوم نصاری سے یکبیگیان | کیا جائے اوس ملک پر حکمران
فرو ہو یہ ہنگامہ ناروا۔ | نہ اُٹھے کبھی فتنہ برملا۔
بنہ بر اتہ ہو گر سرہ اوری | تو ہم سے نہین چارۂ یاوری
تہ ظل سبحان عالی جناب | لگے لکھنے کھا کھا کے یون پیچ و تاب
نہین ہم کو کچھ تم سے پروای کار | کہ اپنا ہے یاری رسا کردگار

غذای ہے اپنی غرض اپنا کام — کہ لبریز ہے یان تمنا کا جام
مجھے چشم یاری ہی اللہ سے — مجھے شہر یاری ہے اللہ سے
نہ پابند ایسا ہے ایسا سرا — نہ وابستۂ غیر شکوہ مرا
کہان ہے وہ عہد اور پیمان خاص — کہان ہے وہ دین اور ایمان خاص
ابھی تک ہمین ہی خیالِ وفا — کہ برعکس آئین دین ہے جفا
یہان سلطنت کا رہا دو سے کام — کہ ایک تیغ اور دوسرا لطف عام
کیا تیغ سے سربلند ونکو پست — یگانہ ہوئی لطف سے خود پرست
کیا جسنے یان دعوی خود سری — نہ باقی رہا خود سے سروری
جھکا جس کا فرق ادب سوی در — تو اوس کو عنایت ہوا تاج زر
عدو کے لئے ہی یہان راہ تنگ — نہین دوستون کو کوئی عار و ننگ
سُنے جب یہ گفتار شاہ زمن — پریشان ہوا جلسۂ انجمن
ہر اک اپنی جا پر سے گئے نرم نرم — ستارے کہان جب ہو خورشید گرم
ہوی الکزندر کو بھی یہ خبر — زبس غرق حیرت رہا بیشتر
نہ سمجھا کہ وہ نونہالِ بلند — عجب کیا جو پہونچائے بیم گزند
نہ جانا کہ وہ کوکب خانہ تاب — مجلی ہے جون سایۂ آفتاب
نہ جانا کہ پیش شہ ارجمند — گمان رسن ہی مآل کمند
نہ جانا وہ اسکندر فیلقوس — مسخر کرے گردنِ دیو روس
مگر کرچکا تھا وہ آہنگ جنگ — تکلف تھا یا باعثِ عار و ننگ
ہوا جبکہ اندیشۂ عزم جزم — کیا ترک میل شبستان بزم

مہیا کیا ساز اسکندری — کہ تھا دعوی پلۂ اخضری
ادھر سے شہنشاہِ گردون رکاب — ہوا صرف سامانِ نصرت مآب
کوئی اور بھی جام مینائے مے — پلا مجھکو اے ساقی نیک پے
لکھون کیف مین حال جنگ عظیم — کہ ہو دور آخر مجھے دور بیم

آغاز جنگ روم و روس

دو جمشید سالار لشکر ہوئی — دو جمشید عزم سکندر ہوئے
ہوئے دونون آئینۂ آبرو — ہوئے دونون گنجینۂ آرزو
بنا ایک اسفندیار دلیر — ہوا ایک چون رستم شیرگیر
بنے دونون چون شمعۂ انتظار — کہ ہو مثل پروانہ عالم نثار
بنے دونون صیاد ماہی ربا — کہ تا شصت پہلے ہو کسکی رہا
دو لشکر روان پھر ہوئے بھر کمین — تحرک ہوا آسمان و زمین
دو لشکر بنے لطمۂ موج یم — دو لشکر بنے روکش سیل رم
وہ دونون جو تھی مثل کوہ گران — ہوئی دونون دونون طرف سے روان
ہوا ایک بلغار مین خیمہ زن — کیا دوسرے نے پلونہ وطن
کسی نے لیا لشکر بے شمار — کسی نے کیا اپنا غیرونکو یار
ہو تھے بدسگالان سلطان دین — ہوئے الگزندر کے یار و معین

جو تھے قوم تیرہ گر برگشتہ بخت — اقامت گزین وہ ہوئے زیر تخت
جو تھے شپر چشم خانہ خراب — گئے چھوڑ وہ جلوۂ آفتاب
یکایک سنا مخبر روم سے — کہ سختی سے بیدادی شوم سے
اُمنڈنے لگا لشکر تیرہ بخت — ملا بحر عمان سے سیلاب سخت
مگر شاہ نے باتحمل تمام — رکھا مثل پرکار مرکز سے کام
نہ ایوان سے میدان کیجانب بڑھا — چو کوہ گران ایک جا پر رہا
ولے شاہ سے بعد عبدالکریم — ہوا اذن رخصت بجنگ عظیم
کہ تو ہمرہ لشکر بیکران — ہو دینوب کو مثل دریا روان
ملا حکم دربار سلطان سے جب — ہوا یہ بہادر قرین طرب
ہوئے اسکے رہبر گویا جبرئیل — چلا مثل موسیٰ سوئے رود نیل
ہوا مثل آتش بلندی گرا — نہ بیٹھا اوٹھا بلکہ دود فضا
بہ تاثیر سیلاب آہن رُبا — ہوا ہوش گم لشکر روس کا
دلیران رومی ملے بر ملا — دو دریائے آتش ہوئے موجزا
وہ برسایا باران توپ تفنگ — گئے بھاگ صحرا سے تیر و پلنگ
رہا چند مدت یہ دستور جنگ — نہ بدلا کچھ اسباب ظاہر کا رنگ
جو دیکھی یہ طرز دلیری روم — ہوئے غرق بحر تحیر وہ شوم
بنا باغرض ایک جسر بلند — کہ لشکر کو پہونچے نہ بیشم گزند
مزاحم نہ ترکان رومی ہوئے — بہ تدبیر خاموش و ساکت رہے
نہ تیر و کمان سے لیا اپنا کام — نہ قصہ کیا روسیون کا تمام

سنی جب کہ سلطان نے یہ دار و گیر
ہوا پُر غضب سُنکے حالِ شریر

دبیرِ خرد کو کرکے طلب
دیا حکم لکھہ جلد فرمان اب

کہ سالارِ عثمانِ جنگ آزمائی
بہت جلد ہو انسے میدان کو جائے

ہوا جبکہ عثمان کو یہ حکمِ شاہ
کیا اپنی ہمت کو وقفِ سپاہ

کیا ایک لشکر کو آراستہ
پئے جنگ بدخواہ ناخواستہ

وہ لی اپنے ہمراہ فوجِ عظیم
کہ جس سے ہوا قلبِ دشمن دو نیم

وہ سب کاروان قواعد شناس
تھے ایمانِ کامل مین محکم اساس

وہ تھے نوجوان ماہوت پوش
سنجاگستری جامہ آتش فروش

تھے بہرہ ور جملہ صاحب شکوہ
بُراز گژدم و مار مانندِ کوہ

بفرہنگ آہنگِ ناموس و ننگ
بجنگِ نہنگان تھے شیرِ پلنگ

پئے صید و نخچیر سب درع پوش
تھی وہ مثلِ صیاد دامی بدوش

سپہدار ہی بصد کر و فر
سلاح و سلب کو کیا زیبِ بر

زرہ سے کیا بس ظاہر کو تنگ
سراپا ہوا محوِ دیدارِ جنگ

ہوا بابِ عالی کیجانب روان
کہ تا اذن ہو بہرِ جنگِ یلان

رہا جب مکان قربِ پرتابِ تیر
ادب نے کہا ہو مؤدب دلیر

کیا اس نے مثلِ کمان تیر قد
کہ تا خاک در سے نہ ہو صبد رد

سنا جب کہ صیاد نے دو بدو
کہ آتا ہی شہبازِ جانِ عدو

ہما کیطرح ظلّ گستر رہا
بدیر آفرین خوان سرور رہا

نیایش گری اس کا شیوہ رہا
ستایش گری کارِ عنقا رہا

نہ آیا جو لطف و مدارا سے باز
جھکا پھر پابوس گردن فراز

کفِ شاہ پر عزم بیعت کیا
شہنشاہ نے اس کو رخصت کیا

بصدق و صفا از رہ کسبِ آب
گیا ماہ اور ہو گیا آفتاب

یہ سمجھا کہ جب تک چھوٹیگی اردم
کبوتر نہ ہو دامنِ مرز بوم

رہے گا اگر عہدِ سیرت بدیر
تو زاغ و زغن بھی ہوں عنبر شمیر

غرض عندلیب زبان کرکے تیز
کی آراستہ فوج پھر ستیز

ہیون سُبک سیر پہ ہو سوار
اُڑا وا نسے مانند بانگِ ہزار

پلو نہ ہی پہونچا ز راہ صواب
قضا ہمعنان تھی قدر ہمرکاب

کیا ایک محکم حصار بلند
کہ تا کون کو پہونچے نہ بیم و گزند

نشان جا ہے مرد آتش فروز
کہ گرگ کہن بھی ہو جستی ستوہ

کیا ایسا خندق میان حصار
نہ ہو بار اندیشہ ہوشیار

گذرگاہِ دشمن ہوئی پر گزند
نہ آہن سے پل سیم و زر سے بلند

مہیا کیا اس طرح سازِ جنگ
نہ ہو منکشف تا کہین رازِ جنگ

وہ کی نصب ہر سمت توپ بزرگ
کہ ہو جس طرح اژدہائے سترگ

ہوئی آتش قہر جب فتنہ زا
کیا اُس نے بھی عزم پیکار کا

ملیکوف و اسکوف ملدف جوان
ہوئے مستعد پھر بجنگِ یلان

سپہدار ان کے سوا بیشمار
نہ صد نی دو صد بل ہزاران ہزار

لئے اپنے ہمراہ فوج گران
عنان در عنان و سنان در سنان

وہ تھی نیزہ بازی مین سب چیرہ دست
کرین دم مین بہرام گردون کو پست

وہ تھے جملہ شیر افگن و شیر گیر — کرین دم مین شیرون کو قتل و اسیر
کیا سب نے توپون کو پیش سپاہ — کہ تا ہو نہ دشمن کہین سد راہ
ہوا پھر یہ حکم شہنشاہ روس — کرو حملہ دشمن پہ چون اشکبوس
پلٹون پہ یکبارگی ملکے سب — کرو پھر تخریب جان طرب
اگر ارمنی یا کہ ہو جرمنی — شکستہ ہو بازوئے اہرمنی
ہر ایک ترکتازی مین یکے شلنگ — ہر ایک جست خنجری مین چھوڑی تفنگ
خیالات ناقص مین وہ فتنہ زا — تھی سب ہمرہ و ہمتگ و ہم صدا
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار — بڑھا اور گھٹا مدعائے نثار
اڑا کوئی مانند زیب نگار — رہا کوئی چون موج غم بر کنار
یمین و یسار اون کا دہ بہ سر — کبھی چون کمان گاہ مانند تیر
ہوا تیرگی زا یہ دود سیاہ — زمانہ دھوئین کی گھٹا بن گیا
وہ اٹھ اٹھ کے بیٹھا غبار زمین — کہ اشکال چون نقش یا نگین
کبھی سوئے خندق تھا انکا گذر — کبھی تھی حصار برین پر نظر
کبھی ایک آواز مین لاکھ فیر — کبھی ہر تگ و دو مین تھا عزم سیر
ادھر بھی یہ ترکان طاعت گزار — بکار خداوند مصروف کار
وضو خون دل سے بنائے ہوئے — پئے سجدہ گردن جھکائے ہوئے
کبھی تھا رکوع و سجود نیاز — کبھی تھا قیام و قعود دراز
کبھی گرم سعی طواف جہات — کبھی فدیہ بھر صلوات و زکوٰت
کبھی جھکنا محراب شمشیر کو — کبھی کھینچنا بانگ تکبیر کو

کیا کام جو زور ترکیب نے
نکل کر ہوئے ترک مصروف جنگ
دو لشکر ہوئے جبکہ سرگرم کین
دہلنے لگا آسمان کہن
خیالوں سے معدوم تھی برتری
کوئی سوئے جنت روانہ ہوا
وہ روشن ہوئی آتش روم و روس
بہت سی قوی دست پرزور مرد
مگر ترک جنگی ہوئے چیرہ دست
یہاں تو یہ تھا حال رزم بلا

نہ ہرگز دکھایا وہ شمشیر نے
کہ شیروں کو تھا پاس ناموس و ننگ
ہلی اوس کی بھونچال سی وہ زمین
لرزنے لگا برگ و بارِ چمن
تہی سر سے تھا دعوی سروری
کسی کا جہنم ٹھکانا ہوا۔
ہوئی رزمگہ قبلہ گاہ مجوس
ہوئے آب پیکان غازی سے سرد
دلیران روسی نے کھائی شکست
سناؤں ادھر زار کی داستان

تحریص شہنشاہ زار بجنگ و پیکار

سنی اسنے جب سختی کارزار
اڑا اسپ خوفش رنگ وقت پگاہ
ہوا گام فرسا یمین و یسار
شکستہ ہی بازوئے مردانگی

یہ لپٹا کہ جیسے لپٹا ہو مار
گیا خیمے سے جانب قلب گاہ
یہ دیکھا کہ لشکر ہی زار و نزار
ہی مقطوع اسباب فرزانگی

چمکتا ہی وہ جلوۂ آفتاب ہو — دلیر دن کا ہے ابر نخوت سحاب
پکار اکہ اے افسرانِ سپاہ ہو — مہیا ہے سب ساز و برگ پناہ
اگرچہ ہی سامان جنگ و جدال — نہین پھر بھی کچھ تمکو فکر مآل
نہ پہنو لباس زنانِ عروس — دگر نہ ہو معدوم سامان روس
بلو نہ خار اسے نے بیستون — ہوئے مثل تیشہ کی کیون سرنگون
بڑھا طعن طاعن سے جوشش غضب — ہوئی فوج مصروف تدبیر سب
اگر وہ ہین آہن تو تم موج آب — ادھر بھی موج ہو کار آتش خراب
لڑھایون بہ یاری اقبال و بخت — مکرر کرین عزم پیکار سخت
اگر ہے یہ ہی گرمی رستخیز — نہین ہی ہمین جان دہی مین گریز
بہت شہ نے لطف و مدارا کیا — کرم پر کرم آشکارا کیا
وہ سب مضطرب اور بحال تباہ — گئے رزمگہ سے سوئے خوابگاہ
پلا ساقیا اور جام شراب — کہ اس غم سے ہر دل کو ہی اضطراب
وہ مئے دے کہ گردونی ہو عزم جنگ — وہ مئے دے کہ خورشید تابان ہو دنگ

شب آمدن
در رزمگاه

حبش نے کیا گم جو خاقان چین — بہت سے مقید ہوئے نازنین
وہ زاہد کش و مرد عابد فریب — کہ بزم مجلی کو تھی جن سے زیب

فلک اون کے جلوہ پہ مفتون ہوا | سرافراز بزم ہمایون ہوا
کہا پھر کہ او ساقی عقل وکل | انہیں بھی پلا دے کوئی جام مُل
وہ مے گم ہو فکر فراز و نشیب | وہ مے اور افزون ہو سامان زیب
وہ مے دے کہ مستی سی ہو بار و ہور | رہے آشیانہ مین مثل طیور
وہ مے دے تمیرہ ہی خاموش ہو | وہ مے دے کہ ہر نیش چون نوش ہو
ادہر تو یہ تھا ذکر و فکر و نشاط | ادہر یہ گئی بے کیا ارتباط
اڑا اُرخ سے جب رنگ امید گاہ | ہوئی جا کے آسودہ یک سپاہ
مگر خواب سے تھا ہر اک تلخکام | کہ فردا دہی مے ہے پھر زیب جام
کوئی گم کئے تھا قرار و سکون | کوئی تھا اسی فکر مین سرنگون
خدا جانے فردا ہو کیا آشکار | خدا جانے ہو کون زار و نزار
سحر ہو زمین کس کی نقش بغل | فلک دی شجاعت کا کس کس کو پھل
کرے کون گلگون قبا زیب تن | کسے ہو تمنائے گور و کفن
کرے کون دست نوی غرق خون | خوش آئے کسے جامہ نیلگون
اسی فکر مین کوئی بیدار تھا | نیابت گر رب غفار تھا
کہ دے لیل تیرہ کو رنگ سحر | بہار چمن ہو ہر اک نقش پر
نسیم سحر اور باد صبا | کھلائے گل آرزو برملا

فتحیابی عثمان پاشا
سپہدار سلطان المعظم

جو مغفور چین کو رہائی ہوئی — تو دشمن کے دم میں صفائی ہوئی
رہا کچھ نہ اندیشۂ پیش و پس — نہ صوت درا اور نہ بانگ جرس
نہ وہ تیرگی شب رہی گرد تند — مقابل ہوا آفتاب بلند
چلے ترک یوں بہر آہنگ جنگ — کہ صحرا و دریا سے شیر و نہنگ
ادہر بھی جوانان روسی نژاد — ہوئے موجزن مثل سیل فساد
وہ امڈی سپہ درمیانہ پر تیر — امڈتا ہی جس طرح ابر مطیر
گھٹا کی طرح چھائی میدان میں — گھری فوج غازی کی طوفان میں
ہوا ناخدا گرم پیکار سخت — کہ بیکار دیکھا جو کشتی کا رخت
بڑھا مثل صرصر کسو سے عدو — ہوا فوج اشرار کے روبرو
کبھی جا رہا بانگ دہل کا جوش — کہ اُڑ جائے آواز سے جسکی ہوش
کہیں پر تھی آواز طبل و درا — کہیں نالہای جرس کی صدا
کہیں دار و گیر طبیبان راز — کہیں پر کلید در فتح باز
ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز — ہوئے بند ہر سمت راہ گریز
سر سرفرازان روم اور روس — بہم مل گئے مثل قرب نفوس
لرزنے لگا عرصۂ کارزار — دہلنے لگا قلب ناسازگار
چلی تیغ پر تیغ وہ متصل — کہ خون ہو گئے قرب آب و گل
کسی کو کسی کا نہ آیا خیال — گسستہ ہوا رشتۂ اتصال
ہوا دوسرا جنرل نامدار — اس ہنگامۂ سخت سے ہوشیار
بہت لیکے فوج شجاع دلیر — ہوا حملہ ور مثل غرندہ شیر
وہ کی آتش جنگ افروختہ — کہ جیسے ہوا منکرین سوختہ

قیامت ہوئی ترکیو نمین بپا
دل افسران سپہ ہل گیا

رہا جب نہ سامان جنگ و جدال
پریشان ہوا غازی نیکفال

ہراسان ہوئی نامداران روم
ہوئی یک بیک شاکی بخت شوم

اُدہر سے شہ انگرند رجوان
سر کوہ سے تھا نظارہ کنان

اوسی دوربینمین یہ آیا نظر
کہ فوج مخالف ہے زیر و زبر

جو دیکھا یہ حال تباہ و زبون
اُچھلنے لگا جس طرح موج خون

اُبلنے لگا آنسوون کے مثال
مچلنے لگا مثل چشم غزال

سرین کو بجاتا کبھی دم بدم
کبھی رقص کرتا بشوق اتم

اُدہر فوج برسائی ہی گولیان
ادہر دیکھتا یہ کلہ میکمان

تعجب کہ تھا مثل زندان مست
اس ہنگامہ سے وہ شہ خودپرست

گیا جب کہ جنرل سوئے شاہ روس
بغل مین لیا اوس کو مثل عروس

دہین فرق جنرل پہ بوسہ دیا
مزاوار اکرام بیحد کیا

نہ سمجھا کہ یہہ گردش روزگار
نہ چھوڑے گی یک طرز پر بہار

نہ سمجھا کہ از سعی بخت جوان
رہے بدرکاب ہر کے درمیان

سپہدار عثمان جنگ آزمائے
خردمند دانا دل تیز رائے

اُٹھا جیسے اُٹھتی غبار زمین
جھکا جیسے جھکتا ہی چرخ برین

زمین پر گرا بہر عجز و نیاز
ادا کی دوگانہ خدا کی نماز

دعا کی کہ اے قوت بیکسان
رضا تیری ہے زور پیغمبران

ترا نقش انصاف عکس خیال
تیرا عکس الطاف نقش کمال

معرا منزا مبرا ہے تو
معلے مجلے مطلا ہے تو

وہ تھا جامہ سرخ زیر سحاب ۔ شفق مین ہو جسطرح سے آفتاب

برستے رہین چشم چون ابر تر ۔ مگر اشک حسرت تھا آب گہر

سپہ مقتدی اور وہ مقتدا ۔ ادہر سے اجابت ادہر دعا

نمایش گری سے نہ آیا جو باز ۔ امنڈنے لگی رحمت بے نیاز

صدا احسنت آئی افلاک سے ۔ اٹھا مثل شمشیر کین خاک سے

خدا جانے تلوار نے کیا کہا ۔ کہ تکبیر کی دی صدا پر صدا

ہوا اسپ خوشرنگ پہ وہ سوار ۔ کمان گرز و شمشیر زیب کنار

اڑا آیا ہر ایک سمت میدان مین ۔ مہون دلاور تھا باد صبا

گہے دریا رو گہے در زمین ۔ فلک پر کبھی گاہ سوئے زمین

کبھی تھا روان جانب دشت و کوہ ۔ کبھی پیش رفتار صرصر ستوہ

وہ دوڑا پرے آسمانی گیا ۔ اڑا تیز ایسا جہانسے گیا

ہوا دوسری اسپ پر پھر سوار ۔ دلیر جوان افسر نام دار

چلا یہ بھی اوسکے قدم بر قدم ۔ کہ سٹکے گر گیا دم مین راہ عدم

سمہون سوم اور آیا دوان ۔ گیا پشت پر اسکے یہ پہلوان

وہ تھا حسن مین گرچہ طاؤس دم ۔ مگر تھا حقیقت مین فولاد سم

وہ دم تھی کہ تھا نجم دنبالہ دار ۔ نبالیل تیرہ عدو کا شعار

وہ گردش مین تھا مثل چرخ برین ۔ وہ خوبی مین تھا ہمچو مہر مبین کو

نہایت حسین توسن شاہوار ہوا شہسوار اوسپہ آخر سوار
جو دیکھا تو یہ آسمان بلند ہے زیر سُم اسپ آہو کمند
گیا اس طرح جانب فوج ریس کہ داماد در حجلہ گاہ عروس
قضا تھی کمان اور قدرت خدنگ زمین پست اور چرخ گردان تھا دنگ
کبھی مثل برق درخشندہ تھا کبھی مثل گردون گردندہ تھا
کبھی تھا سوئے میمنہ گرم جنگ کبھی میسرہ اس کے حملے سے تنگ
کبھی پیش و پس گہ بہ رنگ ہوا کبھی قلب لشکر مین تھا برملا
لیا تیغ بران سے وہ کار سخت کیا قطع اسوار کا ساز و رخت
ہوئے سر جو تن تن کی تن سے الگ رہے بے تکلف کفن سے الگ
ہوا روز محشر بیابان مین کہ تھا حشر اجساد میدان مین
جو گرتا تھا رہ کے اسوار فوج جہنم مین جاتا تھا بن کے موج
کہ تھا بحر خون اُس زمین پر روان وہ سیلاب آتش کا تھا اک دھوان
جھلکی جب شمشیر خارہ شگاف اٹھا سر نہ پھر پھر لاف و گزاف
سپر خود و سینہ بُرین اور زرہ تھا انبار ہر ایک کا بر زمین
ہزارون ہی دم مین کیے سر قلم گئین بھول روحین مقام عدم
سبک سیر اسپ مبارک نفس ستم قہر سے روندتا پیش و پس
کوئی تیغ سے گر کہین بچ رہا تو لبیک اسپ جری نے کہا
اور اک جا براہیم بہرام زور سمجھتا تھا دشمن کو مانند مور
براہیم آذر کا گرز گران بتون کی طرح توڑتا استخوان

اور اک سمت کو غالب بے شعور
چلا جلد خندق سے کرکے عبور

سوار ایک روسی سپہ کا دلیر
ہوا ہم عنان اسکے مانند شیر

کیا مرد غالب نے نیزہ کا وار
تو مغلوب غالب ہوا وہ سوار

گیا نیزہ و پشت جو آن گذر
اوٹھایا اوسے زین سے مانند سر

نہ تھا نوک نیزہ پہ دشمن کا سر
کہ تھا نخل دو قواق کا ایک ثمر

جوانان روسی ہوی خوف ناک
لیا توپ کے کار برق ہلاک

دلیرون نے دیکھا جو وقت دغا
کہ ہے قافیہ تنگ ہر ایک کا

گرے جاکے توپون پہ مانند شیر
گیا گولہ انداز دشمن کو زیر

خدنگ و سنان کھاکے مرد دلیر
ہوئی زندگانی سے آخر کو سیر

لگے مژدہ فتح دینے نقیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب

ہوئے حملہ آور جو ترکان سخت
عدو کا ملا خاک مین ساز و رخت

پریشان ہوئے سب یمین و یسار
پیادہ کا رخ تھا بسوئے سوار

ملے وان کسیکو نہ راہ نجات
اجل نے کیا اسپ سرکش کو مات

بھم مل گئے دونون نار اور نور
جو امواج دریای شیرین و شور

برنگ سر موج دریای خون
ہوئے غرق ساز و فراز نگون

ہوا اختر روس تاریک تر
کہ تھا بخت برگشتہ زیر و زبر

نہ کام آیا منصوبہ سود مند
کیا پست فرزین نے پیل بلند

جو منہہ پہیرتا کوئی از خوف سیف
تفنگ و سپہ تف کرکے کہتے کہ حیف

فراری ہوئی گرچہ توپ افگنان
سلامت مگر لیکے نکلے نہ جان

جو باقی رہے وہ ہراسان ہوئے — سوئے دشت صحرا گریزان ہوئے
یہان تک ہوا قتل ہر ایک کا — سقر مین رہی اوڑہ دوزخ مین جا
لڑے ترک خونخوار جی کہول کر — کیا فوج دشمن کو زیر و زبر
نہ اُن تیز دستونسے روز وغا — اجل کو قرار و سکون مل سکا
ہوا بخت بد سے بحال زبون — نشان شہ روسیان سرنگون
لوائے ظفر سے تہا ترکونکا کام — مگر تہا حقیقت مین عثمان کا نام
بہت شربت مرگ سی ہوکے سیر — ہوئے دام ترکا نمین آخر اسیر
ہوا گرچہ ویران مکان مراد — مگر قید خانہ تہی آباد و شاد

مضطرب شدن شہنشاہ روس

مگر شہنشہ کو آیا نظر — کہ روسی تبہ ہوگئے بیشتر
بہایا کیا چشم پرنم سے خون — ہوا رفتہ رفتہ نمایان جنون
گلستان اُسے سنگ خارا ہوا — دل مطمئن پارا پارا ہوا
ہوا شرم سے سخت خوار و ذلیل — فرامش کیا ہر معین و کفیل
اُتر کوہ سے پہر بحال خراب — چہپا جسطرح سے چہپے آفتاب
پئے صید آہو بنا تہا دلیر — نہ سمجہا کہ آہو کرے صید شیر
لگائے پئے صید ماہی جو شست — ہوا صید ماہی سے بیکار و رغبت
شہنشہ کا رخ زعفران زار تہا — دہن خندہ روئی سے بیزار تہا
سمایا نظر مین فراز و نشیب — لگا سوچنے فکر و مکر و فریب

خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی بسلطان عرش آشیان

سپہدار عثمان عالیجناب
ہوا لشکر شہ پہ جب فتحیاب

سر تار سے شاہ کو دی خبر
کہ بدخواہ کو سخت پہونچا ضرر

ہوا یار اقبال سلطان دین
پھرے گردش آسمان برین

رضامند جس سے ہو پروردگار
عروس ظفر اُسکے ہو ہمکنار

ہوا سُنکے خورش پادشاہ زمن
کھلا جیسے کہلتا ہو نخل چمن

جوان لایق سرفرازی ہوا
مخاطب بعثمان غازی ہوا

کہ دی اور لا ساغر زرنگار
کہ ساقی زمانہ کا کیا اعتبار

نہین دیرپا یان کا ساز نشاط
غم و رنج کا ہے بہت ارتباط

خالی شدن پلونہ از عثمان پاشا

زمانے سے راحت کا کب ہی آمال
کبھی بعد ہے اور کبھی اتصال

یہ نیرنگی ساغر نیلگون
کسی کو ہے مے اور کسیکو ہے خون

کسی کے لئے واہی چشمہ کاب
کسی کے لئے چاہی ہین خلاب

کرے گرگ کو گاہ صیاد گور
کبھی سگ کو دی شیر غرانکا زور

کبھی ہو خزان شکستہ بہار
کبھی دامن گل کو آزار خار

کبھی زر بازار ناکس ہو گرم
کبھی سختی بخت نادر ہو نرم

کرے مشق صید افگنی صبح و شام
ابھی کر رہے مرغ زیرک بدام

وہ دل کون ہی جو نہین دردمند
سب آزاد ہین یان گرفتار بند

کبھی اپنے یوسف کو زندان لگائے
کبھی قید خانے سے ایوان مین لائے

کبھی صلح مین جنگ کا التزام
کبھی داروئے تلخ مین زہر کام

کبھی خون بہانے سی ہی اسکو کام
کہ ہے خون فاسد کا فصاد علم

کشایش کبھی بستگی مین وہ لائے
کبھی زخم سے کار مرہم دکھائے

گذارش گر داستان عجیب
یہ لکھتا ہے حال عجیب و غریب

کہ جب روس نے سخت کھائی شکست
کمر کینہ خواہی پہ کی اپنی چست

بہ تدبیر شایان ورائے نکو
مہیا کیا لشکر جنگجو

ہر ایک شہر و قریے سے آئی سپاہ
ہوئے جمع جو ہو گئی تھی تباہ

نہ باقی رہا روسیو مین کوئی
کہ جس نے نکی جنگ کی پیروی

جہان تک کہ جاتا تھا پیک نظر
ہر ایک سمت تھا لشکر کینہ ور

ہوا اسقدر روسیونکا ہجوم
کہ گرمی سے تھا سنگ بھی مثل موم

اس انبوہ سے فوجکی بیکران
تھا دست گریبان بھی دامن کشان

ہوا عرصہ گاہ بزد یلان
پُر از یورش فتنۂ دیگران

گل تر نے پائی نہ راہ فراز
سمٹنے لگے اور شاخ دراز

کہین روس سخت تھی صف بصف
کہین شاہ رومیان یکطرف

گھرے ایسی ترکان اوج مسیر
گھرے ابر مین جیسے ماہ منیر

ہوا رومیون پر بہت کار تنگ
پھر آخر ہوئی جملہ سرگرم جنگ

نہ بارود پاس اُنکے جھر بزد
نہ غلہ کہ ہو آتش فاقہ سرد

سراسر تھی کیسہ آرزو
نہ طبل و درا اور نہ جام و سبو

اگرچہ وہ آئے تھے جیتے سی سیر
مگر جان وہی مین بڑی تھی دلیر

نہ فکر شبینہ نہ ذکر نہار
مگر سینہ زخمون سے تھا داغدار

طلب کرکے دانشوران سپاہ
لگی سوچنے وہ بربیت کی راہ

کہا سب نے ہی اسمین بہبود جان
نکل جائین لڑکر بہ تیغ و سنان

سپاہ عدو پہ گرین بے سپر
نہ مطلق کرین اپنی جانکا خطر

کیا عہد ملکر کہ وقت پگاہ
کرین لشکر شہہ کو خوار و تباہ

رہین کب تلک حسن تدبیر مین
مگر غرق ہون آب شمشیر مین

عجب کیا کہ تقدیر بنکر سبیل
دکھائی ہین قربت رود نیل

بلندی گرا تھے نہ آواز کوس
ہوا اس سے آگاہ جاسوس پس

گیا وہ انہے مانند تار نظر
پہ دی روس مین جاکے اُسنے خبر

یہ ہے عزم بالجزم فوج غنیم
کرے قلب مردان لشکر دونیم

ہوا جلد لشکر جو بیدار ہمہ
ہوا خواب غفلت سے بیدار ہمہ

سنبھلکر رہا شل ہوش جوان
ہوئی گم نہ جون عقل تاب و توان

ہوا صف بصف لشکر شاہ روس
ہوا دم مین آراستہ جون عروس

بنے سد اسکندری کی مثال
کہ تھا ان کے دل مین خیال امال

بنایا گویا قلعہ آہنے — کہ دیوار دو رجیت کی اوپر
کسی سمت توپ کلان کی قطار — کسی جا تھے پیدل کسی جا سوار
ادھر سے سپہدار عالیجناب — گرا جیسے طائر پہ باز و عقاب
ہوا ابر ہم از بسکہ میدانگین — زمین فلک تھی سراسر زمین
بہت بارش تیر بے پر ہوئے — کہ صف مثل مژگان سراسر ہوئے
نہ تھی مانع راہ توپ و تفنگ — نہ بیم نہنگ و نہ خوف پلنگ
ہر ایک صف سے سطور گذر جوان — کہ رستم گیا جانب ہفتخوان
ہوئے قلب اول شکست خراب — تو قلب دگر میں ہوا اضطراب
چمکنے لگی برق میدان مین — سمٹ کر گری فوج عثمانین
پریشان ہوا مجمع باطنی کو — گریزان ہوئے شوکت ظاہری
سپہدار عثمان گردون لوا — ہوا زخمی و خستہ روز دغا
گرا اسپ خوش رنگ سے زیر زین — منور ہوئی اوس کے خون سے زمین
چمکنے لگی جب زمین چارسو — دمکنے لگا رنگ فوج عدو
اُمنڈ کر گرے ترک نام آوران — ہوئی اُنکی جان قف تیغ و سنان
جب عثمان پاشا نے دیکھا یہ حال — کہ ہے فوج مجروح و خستہ کمال
بہت اون کے غم مین ہوا چشم نم — کہ ناحق ہوئے صید گرگ ستم
کیا فوج ترکان نے عزم حصار — کہ یان سے پلٹ جائے ایکبار
مگر ایک جاسوس آیا دوان — کیا اوس نے احوال مخفی عیان
کہ ہم سے ہوا جب تھی وہ حصار — گئی فوج روسی لہو ہر بیشمار

پلونہ مین اپنا کیا بندوبست ‏ ہوا سہل تر اُن پہ یہ کار سخت
سنا جب یہ حال تباہ و خراب ‏ لگا کہنے عثمان گردون رکاب
کہ جب زور دکھلائے سیلاب آب ‏ نہین قابل انسداد صواب
یہی وقت فرزانگی بر ملا ‏ کہ فتنہ فرو ہو بوقت وغا
کسے حکم تقدیر سے ہے گریز ‏ نہین زور تدبیر بھر ستیز
نہ ہے فائدہ جبکہ آہنگ جنگ ‏ تو وہ جنگ ہے موجب عار و ننگ
بھلا کب ہے یہ لطف مردانگی ‏ کہ ہو خون لشکر بہ بیگانگی
خصوصاً میرا لشکر نامراد ‏ ہوا جب ہے سرگرم بھر جہاد
نہ شب کو ہوئی خواب راحت نصیب ‏ نہ دن کو ہوا خوان نعمت نصیب
نہین مقتضائے مروت ہی یہ ‏ سراسر ظہور عداوت ہی یہ
روا کب ہے خونریزی بیکسان ‏ نہین ہے یہ شایان جنگ یلان
گر آزردہ دل ہو کوئی خستہ جان ‏ یہ بہتر ہے ویران ہو کار جہان
دلیری جو شایان افسر نہ تھے ‏ بجز صلح اصلاح دیگر نہ تھے
اُدھر سے فلک نے جو کی کجروی ‏ ہوا مجمع روسیان غبی
گرے ایک سے ایک صد مرد کار ‏ ہوا ایک اس سے بھی افزون شمار
ہوا اسقدر اژدہام رجال ‏ کہ تسمہ بھی کھینچنا تھی محال
جب اُس فوج نے شکل پرکار ‏ لیا گھیر نقطہ جو دو سپاہ
ہوا خشمگین مرد جنگی جوان ‏ کیا نعرہ مانند شیر ژیان
کہ اے فوج ترکان ناموس ننگ ‏ مناسب نہین بخت طالع سی جنگ

[illegible] ہنگامہ [illegible] کیا [illegible] — [illegible] آن [illegible]
سنا جب کہ ترکون نے [illegible] — جہان [illegible] کی شمشیر کو
رہا پھر تو یارا نہ جنگ [illegible] حال — تغیر ہوا [illegible] کا حال
کہا پھر جو عثمان نے [illegible] — کہ [illegible] بادہ [illegible] پیا
تم اب جا کے دو [illegible] کی خبر — کہ آئے ادہر [illegible] نامور
سنا اور وہ آیا جوان دلیر — بصد عجز [illegible] ایک شیر
بہادر نے دی اس کو شمشیر تیز — کہ طاقت نہ باقی تھا نام ستیز
تمہاری طلب کی ہے ای سپاہ — کہ تھی [illegible] سے وہ سر شاہ
کہا تب تو زمان دگر [illegible] — وہ لایا [illegible] فوج ترک دلیر
شکم تھا تہی دل تھا لبریز درد — ادہر [illegible] ادہر [illegible]
پیا اور کہا یا [illegible] والم — گئی [illegible] کہ آیا [illegible]
گرسنہ رہا جب نہ کوئی جوان — بہت خوش ہوا پہلوان جہان
بہ گرمی و سردی جو آئی نظر — رہم آرام انکا ہوا سر بسر
ادہر شاہ روس [illegible] — [illegible] تھا دیدار عثمان کا
سواری جو آئی بصد کر و فر — سوار اسپ عثمان ہوا بے خطر
کہا جب حضور خداوند تخت — اٹھا [illegible] وہ نیکبخت
شہنشاہ نے با نشاط و خوشی — جگہ اس کو ایک کرسی زر [illegible]
عطا ہاتھ سے اپنے کی تیغ تیز — [illegible] ستیز
رہی ان مین جو گفتگو ہمدگر — [illegible] کسی کو بھی [illegible] خبر

ہوا اس مسرت سے جب بہرہ مند ۔ رہا نغمہ سنج سپہر بلند
اوسے لیگیا جانب تخت گاہ ۔ گیا ہمرہ شاہ خیل سپاہ
مصرع ہے یون راوی جنگ تنگ ۔ کہ اصلاح صلح مین تھی بیدرنگ
کدہر ہے کدہر ساقی مہ لقا ۔ کوئی جام اسوقت ایسا پلا
کہ ہو جنگ مین صلح بابرگ و ساز ۔ دکھائے خمار اپنا رنگ نیاز
بہم سرکہ و انگبین جب ملے ۔ نہ سودا و صفرا کا شکوہ رہے
قضا ہفت اندام سے دی نکال ۔ وہ خون منغص بہ فکر کمال
نہ باقی رہے درد دل برملا ۔ ہو دارو نوشین سے حاصل شفا

بقیہ حال بعد از خالی شدن پلونہ وصلح باہم

کیا ترک کیون عرصہ کارزار ۔ کہ باقی ابھی تک ہے میدانسی کار
نتام جند ا جند ا جند ا ۔ نہیں یون ہی رک رک کے چلنا روا
جو کچھہ رہگیا حال فوج عدو ۔ اوسے بھی لکھا ہے مایہ گفتگو
کہ جب روسیون نے پلونا لیا ۔ زمانہ کو اپنا مسخر کیا
سلیمان پاشا کو پہونچی شکست ۔ گیا بن ہرگز نہ کچھہ زور دست
شبا شب چلا وہ رہ کوہ سے ۔ کہ تہا سخت عاجز اس انبوہ سے

رعایائے فارس کو تھا بغض و کین — ہوئی مستعد بہر تخریب دین
ہر ایک جا کیا روسیون نے ہجوم — مکدر ہوئے جتنے وہ مرز و بوم
کیا جسجگہہ روسیون نے مقام — ہوا اونسے آشفتہ ہر خاص و عام
یہہ سرتابی و سرکشی دیکھکر — سلیمان پاشا تھا خستہ جگر
کہا جائے کس کس کا جرم و قصور — کہ اللہ علیم بذات الصدور
ہوا جنگ مین صلح کا جب ظہور — چمکنے لگا مہر الفت کا نور
ہوا رشتۂ تلگراف دراز — ہم ہر دو سو محرم راز و ساز
ہوئے دونون قیصر ہم ہمزبان — ہوا ایک سے ایک گوہر فشان
ہر ایک کا سفیر گرامی نژاد — گیا بہر پابندی عدل و داد
ہوا عہد پاینده جب استوار — مسجل ہوا نامہ زرنگار
ہوا مُہر زرین سے آراستہ — ہر ایک حسن معنے سے پیراستہ

رخصت گرفتن عثمان پاشا از شہنشاہ روس و آمدن در روم

شہنشاہ کو یہ زبان ہی کب کلم — کہ زنجیر مین اوسکے ہو طرز رم
جو ہو ماہی سخت پابند شست — گریزان ہو وہ لیکے سب ساز و رخت
جو ہو مرغ زرین اسیر کمند — کمند خرد سے وہ ہو بہرہ مند

کیا جب کہ کار جہان کا نظام — شہنشہ نے از راہ فکر تمام
طلب پھر کیا زار سے برملا — سپہدار عثمان گردون لوا
دیا اذن ناچار عثمان کو — کہ محفوظ کر قلب سلطان کو
نوازشگری صرف ہمت ہوئی — رہ برتری وقف رخصت ہوئی
بہت زر نثار رہ جادہ کیا — ہر ایک افسر روس ہمراہ تھا
بجاہ و بعزت ہوا رہگرا — سوئی روم مرد نبرد آزما
جھکی فوج بحری برائے سلام — سمک سی سما تک گئی بانگ عام
چلے شوق دیدار مین اہل روم — جو تھی یک بیک شاکی بخت شوم
سپہ بھی چلے بہر تعظیم مرد — لئے ساتھ طبل و دراہ برد
فلک نے کئے جسم عثمان نثار — زمین نے لگایا گل تر کا ہار
وہ اترا جو دریای کان وفا — چھڑا اور بھی بحر جود و سخا
ہوئی آب رفتہ کی پھر واپسی — ہوئی اصل نخل تمنا قوی
چلا پھر پابوس سلطان روم — کیا خلق نے گرد اوسکے ہجوم
نہ عثمان ملا اپنے سلطانسی بس — ملا قطرہ دریائے عمانسی بس
اٹھا بادشاہ مبارک نہاد — بغل مین لیا گرد کو ہو کے شاد
جبین پر بصد شوق بوسہ دیا — رہا دیر تک اس کا مدحت سرا
ہر ایک جا ہوا کوس نوبت بلند — ہوئی اسکے ملنے سے بس بہرہ مند
ہر ایک گھر ہوا خانۂ آرزو — ہر ایک آرزو بن گئی جستجو
ہوئی جب کہ ترکون کو آسودگی — قلم سے ہوئی ترک فرسودگی

ہوئی تیغ رومی جو زیب نیام
زبان نے سکون سے لیا مرے کام

ابھی تک تیری یاد ہی ساقیا
وہ مے دے کہ ہو جس سے مستی جلد

وہ مے دے کہ ہو مرہم سینۂ ریش
وہ مے دے کہ ہو دافع رنج ریش

کہ یہ گردش روزگار کہن
بدلتی ہے گلدستہ انجمن

ہوا ہے بہار گلستان دل
ہوئی ثنا کی مضمر آب و گل

ہر اک برگ نخل تمنائی کام
ہے پابند جور حرمان مدام

ہر اک غنچہ آرزو ہے مرام
شگفتہ نہ ہو جیسے شکل دام

گلوں سے رہا اب کبھی ارتباط
کہ برہم ہوا ہے ساز نشاط

نہ وہ دور ساغر نہ وہ جام مل
نہ وہ کیف مینا نہ وہ جزو کل

بجز رنج و حسرت نہ باقی رہا
جو ہو درد باطن کا اپنے دوا

ہوا نامۂ قیصری کیا تمام
تمنا کا اپنے ہوا اختتام

مگر اب بھی سمجھے نہ کوئی تھی
کہ ہے قلب آئینۂ باطنی

چھلکنے لگے گا اگر بر ملا
دکھائیگا مضمون نادر جیا

قلم پھر کرے گا جواہر نثار
بفرق جہاندار گردون نثار

مگر جوہری پر نہیں یہ گمان
کہ اپنے جواہر کو دے رائیگان

جواہر کو بہتر ہے مخفی رکھے
کہ تا اوس کو کوئی نہ برباد دے

اگر آئے مرد جواہر شناس
دکھائے اسے بعد شکر و سپاس

جواہر کی تا قدر ہو بے بہا
کھلے اہل دانش کا عیب و ہنر

پلا ساقیا بادہ تہ نشین
کہ باقی سخن کا ہے دل نشین

وہ مے دے کہ ہو تند طرز بیان | وہ مے دے کہ ساکت ہو اپنی زبان

خاتمۂ کتاب
نایاب

پلا ساقیا مجھکو وہ جام مُل | کہ دیکھون تماشائے ترکیب گل
چمن مین گلون کا نظارا کرون | جو پنہان رہا آشکارا کرون
اڑا اون وہ صیاد کی ہچیان | رگے گوشۂ دامن باغبان
تحفظ سے لون انتہا کا وہ کام | کہ ہو شکوۂ عندلیبان تمام
نہ باقی رہے جز گل تفنطو۔ | سر نگہت غنچہ آرزو۔
نہ لون عقل سے کار آئین مین | نہ مبرز نہ مبہم کی ہون ہمقرین
تنفر نہ ہو عقل پارینہ سے | تنجر رہے کار دیرینہ سے
بزرگون کے نقش قدم پر چلون۔ | غبار تنعم نہ برباد دون۔
رہے بو حنیفہ سے دار و مدار | انہین کی روش پر ہو انجام کار
ہبود جودی ہو شبہ و شک | رہے جوہر عقل مقصود ذکر
تعین رہے اپنے مقرون حال | ہو حق الیقین زیب عین الکمال
انا ہی گذر اپنا ہو برق وش | نہ پھر ماومن کی رہے کش مکش
مقید نہ مطلق نہ آزاد ہو | نہ منکر نہ مرتد نہ کیا دہو۔

مشید مؤید ممد رہے
معراج گراں ہو عروج نیاز
ازل سے رہا ممکنات وجود
لطائف کا جاری رہے سلسلا
عروس منزہ رہے ہمکنار
حدوث و قدم کا نہ جھگڑا رہے
نظر آئے جوہر کا نقش لطیف
نہ تشبیہ و تقدیس کا ہو خیال
نہ الجھے کبھی اپنا پیچک نظر
گذرتا ہوا نہ حبر دست ہیں
عروج مقامات اعلیٰ ہو بس
چھلکتا ہی رہ جائے جام صفات
جب اس وصل سے اپنا دل شاد ہو
رہے پینے والوں کا جمگھٹ مدام
ہو جن جن کا ہو ان سے اتصال

مصرف معرف مقلد رہے
ادا ہو روش پر ہو وطن نماز
ہو واجب ابد تک نثار شہود
تصرف کا اصراف ہو برملا
رہے شاہد جود تنزیہن کار
الگ اس کا ہر دم بکھیڑا رہے
عرض سے مبرا ہو عکس شریف
نہ تلویح و تلمیح ہو پیش حال
رہے دام ناسوت سے دور تر
رکے جا کے لاہوت ہاہو نہیں
نہ باقی رہے پھر کسی کی ہوس
یہ دور تصرف ہو دور حیات
ترا میکدہ یونہی آباد ہو۔
پلاتا رہے ان کو تو صبح و شام
ہلال ان کا ہو مثل بدر کمال

تقریظات شعرائے مختلف

تقریظ از افکار دربار مولانا غلام سرور رضا صاحب

متخلص بہ ذکا گنج مرادآبادی

جزاک اللہ ای نائب ذی شرف | سیادت کے دریا کے درِّ نجف

جزاک اللہ ای عالم نامور | سپہر فضیلت کے شمس و قمر

جزاک اللہ ای سید ذوالکمال | ریاض نجابت کے خورم نہال

جزاک اللہ ای میر روشن ضمیر | فصاحت بلاغت مین سحبان نظیر

جزاک اللہ ای خوش بیان فہیم | بطور تکلم جو موسےٰ کلیم

جزاک اللہ ای شاعر نکتہ زا | شہنشاہ اقلیم ذہن رسا

شہ روم اور روس کے جنگ کا | بہت خوب یہہ جنگ نامہ لکھا

بہت اس کے تصنیف مین فکر کی | بلاغت کے مضمون کی داد دی

دلاویز دلکش ترین دلکشا | لکھا نامہ بے بدل واہ واہ

عبارت کی ترکیب مین بیگمان | مسلسل جو زلف پری پیکران

صفائی مین نورٌ علی نور ہے | تجلے مین بس شعلہ طور ہے

ہر ایک لفظ رنگین سے ای مقتدا | دیا حسن معنے کا دریا بہا

مضامین رنگین سے مثل عروس | مزین کیا قصۂ روم و روس

مقابل مین اس نظم کے اے دبیر | ہوی نظم نجم ثریا حقیر

مضامین زرین بزور قلم | کئے ایسے برجستہ زیب رقم

گلستان فردوس مین دیکہو داد | ہوا اوستاد فردوسی پاک زاد

گلستان فردوسیں دے کے داد | ہوا شاد فردوسی پاک زاد
نظامی کے تربت سے آئی صدا | ہزار آفریں مرحبا مرحبا
لب دُرفشانِ سخن پروران | ہوا وصفِ تحسین سے گوہرفشان
براہِ سخن پروری اے جناب | نظامی و جامی کے ہو ہمرکاب
کہیں آپ کو گر سخن آفریں | تو انصاف منصف کی ہے ہمقرین
بجا ہے کہیں جو صغیر و کبیر | کہ ہو بلبلِ خلد کے ہمصفیر
مفصل اُسیے جنگ کا ماجرا | بعنوانِ نیکوترین اَوّلاً
بیان کر گیا ہے بہ نظمِ دری | عزیزِ سخن پرورِ لکھنوی
سمجھتا نہ تھا اوسکو ہر آدمی | خصوصاً تنک مایۂ پارسی
اوسی قصہ کو آپنے تا ثبا | خوش اسلوب اُردو زبانیں لکھا
بلا ریب اب یہہ فسانہ نیا | حلاوت میں قندِ مکرر ہوا
ہوے ختم تصنیف نامہ کے جب | بسالِ ہمایوں بتائیدِ رب
ذکاءِ مورخ نے اسے نامور | کہا سال - نامہ ہوا خوب تر

١٣١٦ھ

چھپا جب کہ یہہ نامۂ دلپذیر
لکھا سن - چھپا نسخہ بینظیر
١٨٩٨ع

تقریظ مع تاریخ از مولانا حافظ محمد انور اللہ صاحب بیخود ساکن اسیون ضلع اوناؤ

گشاینده قفل باب بیان
که چون زار روس از سرای خام
بعثمان غازی صاحب لوا ۲
بلونا است مشهور حصن وحصین
دلاور نظر کرد بر کارزار ۴
کشادند ترکان بشمشیر دست
درخشنده شد تیغ زنگار گون
درخشان شده تیغ پیکان چو برق
بباریدزنگونه باران تیغ
دلیران رومی بهنگام جنگ
شده زار بس حالت زار روس
همان شاعر لکهنوی باتمیز
رقم کرد آغاز وانجام او ۲
کنون حضرت ثاقب بیمثال
باردو زبان خوب آسان نوشت
زبسے جودت طبع وذهن رسا
گرفت از زبان کار شمشیر تیز
ببرزید زین تیغ هندی ببین
جدا گشت از تن سر اهل زور

بگفت اینچنین حال جنگ آوران
برون از حد خویش بنهاد گام
شده حمله آور چو تند اژدها
دران لشکر ترک بد جا گزین
سپه کرد آماده بر کارزار
گزو لشکر روسیه گشت پست
دم خصم از سینه آمد برون
سنخرش گشتند تا غرب و شرق
روان گشت دریا خون بے دریغ
نمودند بر روسیان کار تنگ
نگون شد علم زار شد کار روس
که چون نام خویش است بر لفظ نیز
بگیتی پسندیده شد کام او
سخندان سخن سنج صاحب کمال
به تیغ وسنان تیر و پیکان نوشت
چه خوش گفت ای مرحبا مرحبا
بعالم نمودار شد رستخیز
دل اهل ایران وتوران زمین
نهان گشت در گور بهرام گور

بترسید روئین تن اسفندیار
زبون شد یل رستم نامدار

فرامرز و برزو فراری شدند
همه دشت پیمائے خواری شدند

چو شد فکر تاریخ تصنیف او
بهجری نمودم سے جستجو

زبیخود چنین گفت یکبار دل
زہے جنگ ترکان ہشیار دل
۱۲۱۳ ۱۲

تقریظ و تاریخ از طبع عالیجناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مؤلف تذکرہ یادگار ضیغم داماد نواب سر شرف الامرا بہادر مرحوم

حمد لایق ہے کبریا کے لئے
نعت زیبا ہے مصطفے کیلئے

اوس نے مخلوق کو کیا پیدا
جملہ عالم کا یہہ شفیع ہوا

وہ تو مالک ہے اور بے پروا
یہ بلاریب ہے حبیب خدا

حمد حق نعت مصطفے ضیغم
کر سکے کیا ادا زبان قلم

کہان ہین غواصان دریائے معانی اور کدہر ہین آشنایان بحر سخندانی ذرا آپ ہی چشم غور سے دیکہین انصاف کو ہاتہ سے ندین - کہ اب بہی زمانہ اہل کمال سے خالی نہین یہہ خیالات صحیح و درست ہین لاوبالی نہین سنئے مجہے مشفق علامۂ یگانہ فہامۂ زمانہ شاعر شیرین گفتار فخر روزگار - مولانا مولوی محمد قدرت علیشاہ صاحب ثاقب نے سچے سچے حالات جنگ روم و روس کو عمدہ تصوف کے پیرایہ مین منظوم فرمایا ہے

۱۷۵۶۰

تازہ بہار باغ سخن دکھایا ہے۔ افسران عساکر اسلام کی شجاعت۔ دلیران ترک کی جان نثاری۔ حضرت خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ کی ایسے نازک وقت مین مستعدی اور بہادری۔ غرضکہ تاریخی واقعات کی نظم اچھی لکھی ہے۔ دراصل یہہ کتاب نایاب چھپی ہے قابل دید ہے بلکہ دید ہے نہ شنید ہے۔ قیصر نامہ نام بھی کیا خوب رکھا ہے۔ بہارستان نظم کا یہ ایک چمن پرفزا ہے۔

خوب تاریخی یہ فسانہ ہے	اسکا مداح اک زمانہ ہے
سنئے مضمون ہین اور بندش صاف	کیا ہو نہین جو بیان کرون اوصاف
حسن و خوبی کا یہ تو معدن ہے	گل مضمون کا تازہ گلشن ہے

پس مین ناچیز حوصلہ کہان سے لاؤن۔ جو لائق مصنف کی مدح سرائی مین زبان ہلاؤن آپ کی مدح وثنا زبان زد خاص وعام ہے۔ دور دور نام ہے۔ نثر ونظم آپ کی ایک کنیز باتمیز ہے۔ بے مثلی کے سبب کلام نیک فرجام سب کو عزیز ہے۔ المختصر اس مضمون کو ایک قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہون۔ اور مولانا موصوف سے اسکی قبولیت کی امید رکھتا ہون۔

قطعہ تاریخ

حال موزون اونکا تا بسے کیا	تھے جو بیزران و پلنگ روم وروس
ملچ کی تاریخ ضیغم نے کہی	تنظم سیر دل ہو جنگ روم وروس
	۱ ۹ ۱ ۴

قطعہ تاریخ تیاری قیصر نامہ اردو طبعزاد از فاضل بے عدیل جناب مولانا محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی اوستاد نواب افسر الملک بہادر سپہ سالار افواج حضور نظام خلد اللہ ملکہ۔

ازجناب مولوی قدرت علی	گشتہ اردو واقعات مہلوی
بادل محبوب وقت فکر سال	ہست القیصر نامہ دلکش مثنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوش حمیت اسلامی کسی پردے میں ہو پر چھپ نہیں سکتا نشۂ توحید و پاس اخوت دینی کسی تحریک کی راہ نہیں تکتا۔ ہر بزم میں یہی ذکر بھاتا ہے اور ہر پردے میں اس کا جلوہ دل لبھاتا ہے۔ جو کوئی سچے دل سے رسول مقبول صلعم کو افضل المرسلین و خاتم النبیین مانتا ہے۔ یقیناً وہ اہل اسلام کے ساتھ بے ریا محبت ہی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ محاربہ روم و روس جو ایک واقعہ یادگار عالم ہے اور ترکوں کی خداداد شجاعت کے ذکر سے جلسہ حاسدان ابتک بزم ماتم ہے لہذا اس جان نثارِ اسلام اور شیدائے رسول انام نے اُس کارنامہ شجاعان لشکرِ اسلام کو سلیس با محاورہ اُردو زبان میں نظم کر کے ان لآلی پریشان کو سلک مسلسل بنا دیا اور بہادرانِ ترک کا جوہر مردانگی صورتِ الفاظ میں دکھلا دیا۔ چونکہ یہ کتاب اس ریاست اسلامی میں تمام ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوئی اسلئے اُسی جوش حمیت اسلامی نے بعد قصیدہ نعت اپنے ملک کے پادشاہ اسلام مرجع خواص و عوام امیر المسلمین ملاذ المستغیثین معین الضعفا مؤید الغربا ارسطو حکمت افلاطونِ فطرت سکندر شوکت دارا حشمت فلک رفعت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پُرنور بندگانِ عالی میر محبوب علی خاں خلد اللہ ملکہ کی ثنا گستری پر صدق دل سے مجبور کیا۔ اور قصیدہ ذیل اس کمترین نے مسطور کیا۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف وھو ہذا ٭

قصیدہ اول در نعت سرور کائنات مفخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اجمعین

نہ وہ تبلیغ نکوئی نہ وہ ترغیب عمل
دو ہی دنمیں گئی سب زینت سامان بدل

پھر کلیجہ میرا دُکھ درد سے منھہ کو آیا
نالہ بلبل نا شاد ہوا ضرب مثل

ستم بترگئی طالع واژوں سے میرے
کیا ہی اندھیر ہیں ہے صدمۂ تاثیر زحل

جب میرے سوز دروی کو بھڑکتے دیکھا
دبگیا گرمئی اخگر ہی سے سوز منقل

موم کی طرح ڈھلکنا میرا بے وجہ نہیں
طپش سوزش ہجراں سے گیا ہو نہیں پگل

کیوں نہ سمجھو نہیں جواہر سے بھی انکو انمول
صدف چشم سے اشک آتے ہیں باہر جو نکل

کیا کریگا وہ میرے گوہر نایاب کا مول
جوہری فلک پیر کو کب ہے اٹکل

جبکہ یک بار ہوا خون تمنا دل میں
آرزؤں کے امڈنے لگے کالے بادل

خوب جی کھول کے برسینگے برسنے والے
کیا گھٹا ٹوب گھٹاؤں کا بندھا ہی منڈل

اپنے ہی خرمن عصیاں پہ امنڈتے پایا
یہ نہ سمجھا تھا کہ برسیگا کدہر کو بادل

ابر رحمت کے جو پڑنے لگے پیہم چھینٹے
جمع ہو ہو گئے رہ رہ کے حواس مختل

لگ گئی ایسی چکاچوند کہ آنکھیں جھپکیں
جل اٹھی تیرگئی خانۂ دل میں مشعل

قلب کو اپنے جو انوار مجلا پایا
نظر آنے لگی اسرار معماو ازل

دیکھا جب منتخب دور زمانہ مجھ کو
ہاتف غیب پکارا کہ نہ اب ہو بیکل

ہے صفائی کا تیرے قلب مصفا میں ظہور
فکر ناسوت میں ملکوت میں تو ہے اقل

اب تو سمجھینگے تجھے آنکھ کا اپنے تارا — جتنے ہیں طوطی و طاؤس و کبوتر ہر ِبل
جب سنا مینے تو بچپنے دل سے بولا — کہ مجھے دور ہی حضرت نے کیا ہی بیکل
لب پہ جب ذکر شہ کون و مکاں کا آیا — جی میں آیا کہ لکھوں نعت نبی مرسل
بعد اللہ کے ہر ایک سے تو ہے افضل — جو نہ سمجھے نہیں ایمان میں مفصل مجمل
کحل مازاغ بصر ہے تیری خاک نعلین — آستانہ ہے تیرا مخرج مسیح زحل
کیا انوکھا ہے تماشہ قسم عز و جل — مالک الملک کا ملک اور تیرا دسمیں عمل
تیری طاعت نکریں تجھسے جو رغبت نکریں — انکی عقلو نہیں کمی انکے دماغوں میں خلل
کشش ذرہ خورشید ہیں تیرے یہ اثر — کرم شب تاب کے مانند ہو ہر کرم جبل
تو نے ہر مذہب و ملت کی گرہ کو کھولا — وا ہوئی تجھ سے ہر ایک عقدہ مالاینحل
تجھ کو اللہ نے وہ زینت صورت دی ہے — مہر شرمندہ تیرے سامنے خورشید خجل
پتلیاں تیری ہی صورت کا تماشہ کرتیں — گر نہوتا وہ نہیں احکام شریعت پہ عمل
قاب قوسین ہے رتبہ فتدلی پایہ — کنز مخفی کے جواہر ہیں تیرے زیب بغل
ہے فزوں مرتبہ فقر کا تجھ سے رتبہ — بادشاہی میں بھی اوڑھے ردا کالا کمل
تجھ میں نکہت بھی ہے رنگت بھی ہے انوار بھی ہیں — چشمہ مہر کا ہم تجھ کو سمجھتے ہیں کنول
کوئی بندہ نہیں خدا کی نہوا اور نہ ہو — تیرا ہمتا تیرا ہمسر نہ مقابل نہ بدل
چشم انداز بحال دل زار م کا ہے — بندہ تائب مسکین ہے نہایت بیکل

قصیدہ در مدح اعلیٰ حضرت قدر قدرت سکندر زمان رستم دوران ارسطو وقت مالک تاج و تخت

برجیس شیم حضور پرنور مظفر الممالک سپہ سالار فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر پادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیوں الٰہی مرے تقدیر کا چکر نہ گیا — اثر تیرگی بخت سیہ تر نہ گیا
ایسا کچھ کھینچنے والے نے مدور کھینچا — کوئی نقطہ خط پرکار سے باہر نہ گیا
شکن ناصیہ دور زمانہ نہ مٹی — ستم گنبد بیدر نہ گیا پر نہ گیا
دود آہ دل پُر سوز غریب تائب — لیکے کب نالہ شبگیر ہوا پر نہ گیا
ربط باقی ہی رہا شور جرس کا غم سے — ہمرہ تار نفس کب یہ کبوتر نہ گیا
سب گیا دل سے مری سازمسرت لیکن — عزم سیر چمن فکر سخنور نہ گیا
تھا مرے چشم کو لپکا جو نظر بازی کا — نہ گیا لطف تماشائیے گل تر نہ گیا
دلمیں آیا کہ لکھوں مطلع برجستہ کوئی — کہ ابھی زنگ زمیں اوج فلک پر نہ گیا

مطلع

لال کب نبکے تیرے سامنے تھنہ گیا — آبرو کھو کے کب اس بزم سے گوہر نہ گیا
خلیس افضل سے تری دونوں ہی محبس ہے — خلق سرور نہ گیا حملہ حیدر نہ گیا
محترم تو نے جو سادات کو سمجھا شاہا — اس لئے سایہ الطاف پیمبر نہ گیا
ساغر جاہ و مناصب کو چھلکتا پاکر — کوئی سائل تری در سے کبھی بے زر نہ گیا
ایک دو پانچ دس دبیس کی گنتی کیا ہے — لاکھ دو لاکھ سے وہ کم کبھی لیکر نہ گیا
گر کسی عالم و زاہد کی ہوئی مہمانی — زندگی تک وہ کبھی غیر کے گھر نہ گیا

پر

بعد مرنیکے بھی اولاد نے منصب پایا — یہ وہ رتبہ تھا کہ مر مر کے بھی باہر نہ گیا

جسکو دربار میں تیرے ہوا اعزاز نصیب — عزل کے بعد بھی وہ نصب مقرر نگیا

تالب گور رہا فر فریدون باقی — دست کاوہ میں بھی ضحاک کا محضر نہ گیا

تیری شوکت سے بڑھا شوکت دارا کا فروغ — تیرے اقبال سے اقبال سکندر نہ گیا

تیری قسمت نے ہر اک شے کو برابر رکھا — خوبئ جم نہ گئی رتبہ قیصر نہ گیا

تیری ترکیب عناصر میں ہی ترتیب نوال — بذل حاتم تری ہمت کے برابر نہ گیا

کیوں نہو ہند میں تیری ہی کرم کا چرچا — کون بگڑا ترے الطاف سے بنکر نگیا

مطلع

مہر کب تیری سواری کے برابر نہ گیا — آگے آگے ترے کب ماہ منور نہ گیا

کونسے دن تیری کیوان نے نہکی دربانی — آستانہ پہ فلک کب تری جھک کر نگیا

مشتری نے تری زہرہ سے نہکی کب تعریف — کب تری بام پہ ناہید سبک تر نہ گیا

کیوں نہ دیکھے تجھے بہرام فلک جھک جھککر — تجھ سے خوش ہو کے بھلا کونسا اختر نگیا

کب عطارد نہ بنا منشئ دفتر تیرا — کب تری تیغ سے مریخ سمٹ کر نہ گیا

نہوئی کب تری مرکب کی صبا سی جھپٹ — کب غبار سم توسن ترا فر فر نہ گیا

کب ہوا باد بہاری کو یہ انداز نصیب — فیل میموں ترا کب صورت صرصر نگیا

شیر قالین بھی ہوا وقف ہوائی شمشیر — کس شبستان میں ترا جوہر خنجر نہ گیا

ہے نشانہ تری بندوق کا صید اوہام — طایر رنگ حنا بھی کبھی بچ کر نہ گیا

او کماندار بچا کون تری پیکان سے — تیر کس رگ میں ترا صورت نشتر نہ گیا

ہاتھ محراب عبادت میں اٹھا بہرِ دعا
کہ ابھی مدح سرا جانبِ ممبر نہ گیا

یا الٰہی ترے محبوب کا محبوب ہو یہ
کہ کبھی اس سے سرِ آلِ پیمبر نہ گیا

صد و سی سال تلک صاحبِ اقبال رہے
کیونکہ یہ تیری رضا سے کبھی باہر نہ گیا

تر ہے وہ بھی تری لطف و کرم سے محروم
جس سے محروم کوئی مفلس و ذی زر نہ گیا

ایضاً

لباسِ فقر کے پردہ میں لکھے تھے جو عریانی
جنوں نے مجکو بخشے مثلِ گل کے چاکِ دامانی

بزنگِ گردشِ چرخ کار گردش میں گزرتی ہے
نہیں ہے چرخ کی صورت کبھی مجکو تن آسانی

کبھی سر پر بگولے ہیں کبھی کانٹے ہیں پاؤں کے
یہ زریں سائبان ہیں مجکو وہ چترِ سلیمانی

میں صحرائے جنوں کو وادیٔ ایمن سمجھتا ہوں
شعاعِ طورِ عشق نور سے چہرہ ہے نورانی

وہ ہم ہیں جب سے ترکِ حبِ دنیائے دنی کر دی
ملا ہے بوریہ کو رتبۂ اورنگِ سلیمانی

فضائے کوچہ رشکِ ارم کی آگے محفل میں
خدا جانے مجھے بہائے نہ بہلائے باغِ رضوانی

شکستِ رنگِ عارض نے یہ رنگ اپنا جمایا ہے
برستی ہے در و دیوار سے ہر وقت ویرانی

اگر وحشی سا میں باہر نکل جاتا ہوں راتوں کو
چراغِ راہ بن جاتا ہے ہر غولِ بیابانی

مری بے برگیاں جب رنگ اپنا دکھاتی ہیں
چمن کے زرد پتے مجھ پہ کرتے ہیں گل افشانی

مرے ارماں سبھی ہیں بند غمخانۂ دل میں
مقید تنگ گوشہ میں ہیں جیسے کوئی زندانی

مری افسردگی سے غنچہ گل ہونے نہیں پاتا
مری دل میں پھلے پھولے ہیں کشتِ غم کی دہقانی

اگر جی کو ہوس یوں ہی رہیگی داغ کھانیکی
بجھیگی آگ کے مول ایکدن یہ آب پیکانی

خیالِ غیر کا کیا ہو گذر اس خانۂ دل میں
کیا کرتی ہے معشوقِ ازل کی یاد دربانی

حبیب سائی جو کی تیرے آستاں مقصد [illegible]
چمکتا ہے قمر کی طرح میرا داغِ پیشانی

ذُباب حرص گر بیٹھے میرے خوانِ توکل پر
کری بال ہمائے رحمت یزدان مگس رانی

کھچا ہی وادیٔ ایمن کا نقشہ میری نظروں میں
نظر آتا ہے کیا کیا جلوہ انوار یزدانی

کسی کا آفتاب داغ الفت کیا عیاں ہوگا
سر شکل خط بیضا ہے خط چاک گریبانی

نہیں ہے قدر میرے سامنے کچھ ساغر جم کی
میری پہلو میں ہے خود شیشہ دل جام عرفانی

نظر پڑ جاتی ہے جب دم حسینان فسونگر پر
بچا لیتی ہی مجکو الفت ارباب عرفانی

سمجھتا ہوں گلیم فقر کو میں بس سلطانی
لٹاتا ہوں ہمیشہ گوہر اسرار قرآنی

بنایا ہی خدا نے دل میرا گنجینہ الفت
مری نظروں میں ہے شکل یہ بھی علم یونانی

مرا دست کرم رکتا نہیں ایثار دولت سے
ڈہلکتے ہیں مری آنکھوں سے کیا کیا در عمانی

حدیث مصطفےٰ سے ہے دہن پیمانۂ کوثر
زبان تر مری ہی موج بحر فقہ نعمانی

میرے نور یقین سے ہی شبستان جہان روشن
برنگ شمع کافوری سراپا دل ہے نورانی

کیا کرتا ہے صید اکثر غزالان معانی کو
نی خامہ میرا ہے یا کوئی شیر نیستانی

مری اشعار گوہر بار پر ہے فخر عالم کو
مری طبع رسا پر ناز کرتی ہے سخندانی

پھڑک اٹھتا ہی جو سنتا ہی مری نظم دلکش کو
وہ سامع لکھنوی ہو یا دہلوی ہو یا ہو ایرانی

تصور میں نے باندھا ہی جو اک مہر خلافت کا
سیہ خانہ مرا ہے مورد انوار یزدانی ہو

نہ سمجھے میرا ہمدم بھی یہ سودا مجکو کس کا ہے
چھپا ہی میرے دل میں داغ سان پردۂ پنہانی

ابل پڑتا ہوں مثل چشم گریان جوش الفت میں
ڈہلکتا ہی کسی کی یاد میں آنکھ سے پانی

سخن سنجی جو فیاض ازل نے مجکو بخشی ہے
یہ جی میں ہے جماؤں آج ہی رنگ گل افشانی

یہ میدان سخن ہی گو جواب عرصہ محشر
سمند فکر کی اپنی دکھاؤں فرط جولانی

ادب سے آمیں آنیوالے میری بزم رنگین میں
کہ میں شاہ دکن کی آج کرتا ہوں ثنا خوانی

امنگوں پر طبیعت ہے سناتا ہوں عجب مطلع — کہ سننے سے بھڑک اٹھے لحد میں روح خاقانی
جھلک نکلے جو روئے شہ پہ نور پاک یزدانی — دل قدسی بنا آئینہ اسرار ربانی
مسخر کر لیا دم میں سپہ یزداد معانی کو — سویدائے دل سلطان بنا مہر سلیمانی
اگر چاہیں سلاطین جہاں پر سو شرف حاصل — کہو فغفور و خاقان کو کریں اس شہ کی دربانی
تصور نے کیا چوں شمع روشن خانۂ دل کو — تعالی اللہ کیا ہی چہرہ زیبا ہے نورانی
درخت آرزومنداں عالم تازگی لایا — حبذا ابر کرم کی طرح جب وہ ظل سبحانی
دہن نقل مضمون معنی ہے دل گنجینہ احسان — زبان مقفل باب مخزن آیات قرآنی
یہاں تک سوز دل سے تشنہ لب تفتہ جگر ہوں میں — کہ مثل آب گوہر ہو گیا خشک انکھ کا پانی
پھر اس چھاؤں لگا سیراب اک نگاہ لطف پرور سے — ادھر بھی بارش ابر کرم اے بحر عمانی
سمجھ رکھا ہے اک دن بھر ہو نگا لجۂ دریا — دکھائیگا مرا دامن بہار موج طوفانی
ترا آوازہ داد و دہش مجھکو دکن لایا — کیا ترک وطن میں نے بصد درد و پریشانی
مگر یاں حب دنیا دنی کا ذکر ہی کیا ہے — گوارا کی نمال دین میں یہ سختی و حیرانی
اگر سہو سچا تو کہہ دونگا جو کچھ ہے شکوۂ اعدا — ابھی سے کیا ضرورت ہے جو کہوں کو راز پنہانی
اٹھاؤں ہاتھ اب پھر دعا حسن عقیدت سے — کہ ہو گلگونہ رخسار مدح ثنا خوانی کو
الٰہی بارگاہ لم یزل میں تیرے آیا ہوں — کہ ہے درگاہ تیری مرجع رفاہ ربانی
بحق احمد مرسل شفیع عرصۂ محشر — امام انبیا فخر رسل سر قوم عدنانی
بحق حضرت بو بکر صدیق امین حق — بحق شہ عمر زیب گلستان مسلمانی
بحق حضرت عثمان گل باغ تمنائی — بحق شاہ مردان شیر یزدان نور عرفانی
بحق حضرت آقائی مرشد ناؤ [illegible] — بحق رہبر کامل جناب فضل رحمانی

یہ تائب کی تمنا ہی تیری درگاہِ عالی مین	طلسم آسا رہے جبتک بقائی عالمِ فانی
رہین جبتک فلک قطب و نوں ساکن و ساکت	رہی جبتک فسانا کیطرح دورِ چرخ گردانی
مہ و انجم فلک شمع سان جبتک رہین روشن	رہی خورشیدِ عالمتاب مین جبتک درخشانی
درِ شہوار جبتک زینتِ سرتاج شاہاں ہو	رہی جبتک سلاطینِ جہاں کی مملکت رانی
گلوں کا گلشنِ ایجاد میں جبتک رہے جوبن	رہیں جبتک ترنم زیر مرغانِ گلستانی
یہ سلطان جہان بخت و جوان دولت رہو زندہ	کری شاہی مین اپنی مفلس و مسکیں کی نگرانی

خاتمۃ الطبع

[جدو]ل خلاصۂ تواریخ سلاطین روم تا عہد سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ

	اسمائے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ وفات
	سلطان عثمان خان اول	۶۵۷ ہجری	۶۹۹	۲۷	۶۹	۷۲۶
۲	سلطان ارخان	۶۸۶	۷۲۶	۳۵	۷۵	۷۶۱
۳	سلطان مراد خان اول	۷۲۶	۷۶۱	۳۱	۶۵	۷۹۱
۴	سلطان بایزید خان اول	۷۶۱	۷۹۱	۱۴	۴۴	۸۰۵
۵	سلطان محمد خان اول	۷۸۱	۸۱۶	۸	۴۳	۸۲۴
۶	سلطان مراد خان ثانی	۸۰۶	۸۲۴	۲۶	۴۹	۸۵۵
۷	سلطان محمد خان ثانی	۸۳۳	۸۴۲	۳۶	۵۳	۸۸۶
۸	سلطان بایزید خان ثانی	۸۵۱	۸۸۶	۳۲	۶۷	۹۱۸
۹	سلطان سلیم خان اول	۸۷۲	۹۱۸	۸ ماہ	۵۴	۹۲۶
۱	سلطان سلیمان خان اول	۹۰۰	۹۲۶	۴۸	۷۴	۹۷۴
۱	سلطان سلیم خان ثانی	۹۲۹	۹۷۴	۸	۵۳	۹۸۲
	سلطان مراد خان ثالث	۹۵۳	۹۸۲	۲۰ ۸ ماہ	۵۰	۱۰۰۳
	سلطان محمد خان غازی ثالث	۹۷۴	۱۰۰۳	۹	۳۸	۱۰۱۲
	سلطان احمد خان اول	۱۰۰۰	۱۰۲۶	۱ ۳ ماہ	۳۲	۱۰۳۲

نمبر	اسمائے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ وفات
۱۵	سلطان مصطفےٰ خان اول	۱۰۰۰	۱۰۲۶	۱ ۳ ماہ	۳۲	۱۰۳۱
۱۶	سلطان عثمان خان ثانی	۶۱۳	۱۰۲۷	۴	۱۸	۱۰۳۱
۱۷	سلطان مراد خاں رابع	۱۰۲۰	۱۰۳۲	۱۷	۲۹	۱۰۴۹
۱۸	سلطان ابراہیم خاں اول	۱۰۲۴	۱۰۴۹	۹ ۸ ماہ	۳۴	۱۰۵۸
۱۹	سلطان محمد خاں رابع	۱۰۵۱	۱۰۵۸	۴۱	۵۳	۱۱۰۴
۲۰	سلطان سلیمان خاں ثانی	۱۰۵۲	۱۰۹۹	۳ ۸ ماہ	۵۰	۱۱۰۴
۲۱	سلطان احمد خان ثانی	۱۰۶۲	۱۱۰۲	۳ ۸ ماہ	۴۴	۱۱۰۶
۲۲	سلطان مصطفےٰ خاں ثانی	۱۰۷۴	۱۱۰۶	۸ ۸ ماہ	۴۲	۱۱۱۶
۲۳	سلطان احمد خاں ثالث	۱۰۸۴	۱۱۱۵	۲۸	۶۸	۱۱۴۹
۲۴	سلطان محمود خاں اول	۱۱۰۸	۱۱۴۳	۲۵	۶۰	۱۱۶۸
۲۵	سلطان عثمان خاں ثالث	۱۱۱۲	۱۱۶۸	۳	۵۹	۱۱۷۱
۲۶	سلطان مصطفےٰ خاں ثالث	۱۱۲۹	۱۱۷۱	۱۷	۵۸	۱۱۸۷
۲۷	سلطان عبد الحمید خاں اول	۱۱۳۷	۱۱۸۷	۱۶	۶۶	۱۲۰۳
۲۸	سلطان سلیم خاں ثالث	۱۱۷۵	۱۲۰۳	۱۹	۴۵	۱۲۲۳
۲۹	سلطان مصطفےٰ خاں رابع	۱۱۹۲	۱۲۲۲	۱	۳۰	۱۲۲۳
۳۰	سلطان محمود خاں ثانی	۱۱۹۹	۱۲۲۳	۳۴	۵۶	۱۲۵۵
۳۱	سلطان عبد المجید خاں	۱۲۳۹	۱۲۵۵	۲۲	۳۸	۱۲۷۷
۳۲	سلطان عبد العزیز خاں	۱۲۴۶	۱۲۷۷	۱۶	۴۷	۱۲۹۳
۳۳	سلطان مراد خاں خامس	۱۲۵۶	۱۲۹۳	۳ ماہ	۰	[illegible]
۳۴	سلطان عبد الحمید خاں ثانی	۱۲۵۸	۱۲۹۳	تخت نشین حال		

شائقین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت
[illegible] قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نکریں اور بعوض نفع قلیل نقصان کثیر نہ اٹھاویں
[illegible] ہوں راقم سے طلب فرماویں۔ الراقم محمود خاں مالک مطبع صادق واقع چھتہ بازار